

اتھارٹی ہو گی۔ شوکت ترین نے کہا کہ سابق حکومتوں نے ساڑھے سات ہزار لیکن روپے کے نوٹ چھپاۓ، اسیٹ بینک کے بروڈ آف گورنر زکی عینناقی حکومت کرے گی۔ اس موقع پر اسمبلی گیگ (ن) کے سینئر رہنماءں اسن اقبال نے اپنی کو خاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ سے درخواست ہے بل پر ہر کوں کو بات کرنے کا موقع دیں۔ اسن اقبال نے کہا کہ آپ سے انتباہ کرتا ہوں کل اس بال پر پورا دن بحث کریں، ہم اسیٹ بینک کی خوفناکی پر سواد نہیں ہونے دیں گے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے رہنماءوں نے قدر نے کہا کہ اسیٹ بینک ترمیمی بل مکنی مفاد میں ہے اور اس کی تاریکی میں کیوں منظوری کیا جائے ہے، ہم اپنی میشیت کا پورا انتظام تبدیل کرنے جا رہے ہیں۔ اپنی کو خیلی اسیٹ اسیڈ قیصری زیر صدارت اس اجلاس میں وزیر اعظم ایوان میں پہنچ گئے تو حکومتی اراکین نے ڈیک بجا کر ان کا خبر مقدم کیا۔ وزیر اعظم عمران خان کی امد پر اپوزیشن اراکین کی جانب سے شدید غفرے بازی کی گئی۔ مخفی مالیاتی بل کی شق پر اپوزیشن کی ترمیمی مسٹر کردی گئیں۔ اپوزیشن کی ترمیمی کو ہجت ہوتے ہیں 150 ووٹ جکہ اپوزیشن کی ترمیمی مخالفت میں 168 ووٹ آئے، یوں قومی اسمبلی میں اپوزیشن کی ترمیمی کثرت رائے سے مسٹر دھوکنیں۔ وزیر خزانہ شوکت ترین نے مخفی مالیاتی بل 2021 ایوان میں منظوری کیلئے پیش کرتے ہوئے کہا کہ فناں بل پر اپوزیشن کو ادا دیا جائے۔ اپوزیشن رہنمائی داور، شہزاد خاقان عباسی اور نویں قمر کی ترمیمی مسٹر کردی گئیں۔ بال بھوکی جانب سے ایوان میں منی بجت پر ترمیم پیش کی گئی۔ چیزیں بی پی کی ترمیم میں کہا گیا کہ نان، تندور، چپاتی، بند، رس اور ریشورٹس پر جکس داپس لیا جائے۔ اگرچہ حکومت کی طرف سے اپوزیشن کے خدشات کو بنیاد کر کر مسٹر دکیا جا رہا ہے لیکن آنے والے چند نہتوں یا دنوں میں ہی پتہ چل جائے گا کہ یہی منی بجت عوام پر کیا تھرڑھانے والا ہے۔

آئی ایف کی کڑی شرائط

پاکستان کا شروع دن سے یہ مسئلہ رہا ہے کہ ہر جانے والی حکومت حکومتی اخراجات میں اضافہ کی شکل میں ایک بڑا بجت خارجہ چھوڑ کر جاتی ہے۔ خائنے والی حکومت وجہ یہ خارجہ درشت میں ملتا ہے تو اس کے پاس آئی ایم ایف کے پاس جانے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا۔ پیٹی آئی نے حکومت سنبھالنے کے بعد جب ملکی میشیت کو سہارا دینے کیلئے آئی ایف سے رجوع کیا تو اس نے جولائی 2019ء میں پاکستان کو تین کروڑ ریس کے دوران چھار بڑا لرز کا قرض دینے کی منظوری دی تھی تاکہ پانیدار انتظامی ترقی کو مدد فراہم کی جا سکی۔ اس پروگرام کے تحت پاکستان کو دو قسطوں میں 1.5 ارب ڈالر کی رقم فراہم کی گئی تھیں جو پروگرام اس وقت نتوا کا شکار ہو گیا جب پاکستان نے آئی ایف شرائط کے حوالہ سے تحفظات کا اٹھا کریا۔ اب آئی ایف کے چھار بڑا لرز کے پروگرام کی بحالی کیلئے حکومت نے بچوں کے دودھ، کسیوڑز، لیپ تاپس اور موبائل فونز پر 17 فصد تھی ایسی تی کی تجویز دی ہے لیکن آئی ایم ایف پر بھی اخراجات میں اصلاحات کیلئے دباو نہیں ڈالا گی۔ مزید یہ کہ آئی ایف پروگرام میں کوئی ایسی شرط نہیں تھی کہ اخراجات کے حوالہ سے کوئی اصلاحات کی جائیں گی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ موجودہ اخراجات گزشتہ چار برس میں 75 فصد بڑھ چکے ہیں۔ ماہرین معاشریات کا جاری اخراجات میں کی لانے کے حوالہ سے کہنا ہے کہ اس مقصد کیلئے پالیسی سازوں کو با لو اسٹنکس لگانا ہوں گے جس کے نتیجے میں صرف قیتوں میں اضافہ ہو گا، مہنگائی کی شرح میں بھی اضافہ ہو گا۔ پاکستان میں مہنگائی پہلے ہی تاریخ کی بلدر ترین سطح پہنچ چکی ہے، حکومت کو جاری اخراجات میں کی لانے اور ملکی میشیت کو مختتم کرنے کیلئے ایسی ٹھوں پالیسی سازی کرنی چاہیے جس سے ملک کا قرض بھی اتنا راجا کسکے اور عام آدمی کی زندگی بھی سلیں بنائی جاسکے۔

افغانستان کو بیرونی امداد کی سخت ضرورت

افغانستان اس وقت شدید قضم کے معافی اور انسانی بحران کی لپیٹ میں ہے۔ افغانستان کی سابقہ کھلپتی حکومت نے ڈاکٹر اشرف غنی کی قیادت میں جو پالیسیاں اختیار کیں وہ محض وقتوں ضرورت کو پورا کر تھیں

مری جیسے سماحت سے نہیں کیلئے انتظامات کے جائیں

وزیر اعلیٰ پنجاب عثمان بزرگ کو سماحت مری کی ابتدائی رپورٹ پیش کر دی گئی جس کے مطابق چار سے پانچ گاڑیوں میں کاربن موو آ کسائیٹ کے باعث ہلاکتیں ہوئیں۔ 16 گھنٹے میں چار فٹ برف پر ہی، مری میں 62 ہزار گاڑیاں داخل ہوئیں، سولہ مقامات پر درخت گرنے سے ٹریک ہلاک ہوئی جس کے باعث 23 افراد جاں بحق ہوئے۔ سانحمری انتہائی افسوس ناک ہے اس پر ہر یا کستانی کا دل دھکی ہے گوکہ پاک فون کے جوانوں کی مدد سے مری کی تقام بڑے مواصلی ذرائع ہر قسم کی لفڑیں ہرگز کیلئے کھول دیئے گئے، ریلیف کمپ اور میڈیکل ہمیلیات فعال کی گئیں جبکہ فوجی گاڑیاں پہنچنے سیاحوں کو راولپنڈی اور اسلام آباد پہنچانے کیلئے استعمال کی جا رہی ہیں اور بعض فلاجی تنظیمیں بھی امدادی کارروائیوں میں مصروف ہیں۔ 6000 بیار و مددگار سیاحوں کو وفاقي پولیس نے بسوں میں کوکوں کے ذریعے اسلام آباد پہنچا اپنیں کھانے پینے کی اشیاء اور پانچ سو کیلی بھی مہیا کیے گئے۔ اب تک آٹھ ہزار لوگوں کو محفوظ مقامات پر منتقل کیا گیا جو اطہمان بخش امر ہے۔ اس کا کریم پاک فون اور وفاقي پولیس کے جوانوں کو جاتا ہے۔ مری میں عوامی جھومن کو دیکھتے ہوئے سرکاری سطح پر اگر ایسے انتظامات پہلے ہی کر لیے جاتے تو اتنے بڑے سانحی تو بت دیتی۔ سماحت کے محکمات میں انتظامی غفلت کے ساتھ ساتھ عوام کی لاپرواٹی بھی کار فرما نظر آتی ہے۔ انتظامیہ کے روکے جانے پر کمی مقامات پر لوگوں اور اہلکاروں کے مابین لڑائی مچھڑوں کی بھی نوبت آتی ہے۔ یہ خوش آئندہ امر ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب عثمان بزرگ کی جانب سے مری کو پلٹ بنانے کی منظوری دینے کے بعد وہاں فوری طور پر ایس پی اور ایڈیشنل ڈپٹی کمشٹر کی تھیاتی کی بدایت بھی کر دی گئی۔ مری میں غیر قانونی تعمیرات کے خلاف بلا ایجاد کارروائی عمل میں لانے اور ایسے واقعات کی روک تھام کیلئے شارت ٹرم اور لانگ ٹرم پلانگ کی بھی بدایت کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اور چار بجگ کرنے والوں کے خلاف کارروائی کا بھی حکم دیا ہے اور ریکارڈ 1122 کے عمل کوڑیلے بلکیں اور وائریس سیٹ دینے کا فیصلہ لیا گیا ہے۔ اس تاریخ میں امیدی جاسکتی ہے کہ مری کو پلٹی جیشیت ملنے کے بعد سرکاری سطح پر بہترین انتظامات سے آئندہ ایسے سماحت سے بچا جاسکے گا میں امور اور پارکنگ کی گھنائش کو مد نظر رکھتے ہوئے سیاحوں کو اجازت دی جائے گی اور مری میں موجود مافیا ایسے ساتھ بھی تھیں سے نہنا جائیگا جو ایسے موقعوں پر عوام کو بے روحی سے دونوں ہاتھوں سے لوٹتے ہیں۔ یقیناً تحقیقات ہوں گی، ذمہ داروں کا تعین ہو گی، مذہبیوں کا بندی کے بکرے بیٹے ہوں گے اور کچھ ذمہ دار بھرپوری تاکہ کرسو جائیں گے اور اگر ایسا ہوا تو یہ بہت افسوس اک ہو گا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ شفاف تحقیقات کر کے ذمہ دار چاہے بھتی بھی بڑا عہد دیدار ہو، مسادی جائے اور آپ نے اگر واقعی پاکستان کو سیاحت کے لیے سازگار بنانا ہے تو پھر ملک کو سارا گام بھیجنیں، ان علاقوں میں انتظامیہ کو الٹ رکھیں، ہر کمیں بہتر بنائیں اور ایڈیشنل ڈپٹی سے فوری منہنگی مصوبہ بندی کریں، بصورت دیگر سیاحت کا فروغ خواب ہی رہے گا اور ہم خدا غواست ایسے سماحت کو مونید کیھیں گے۔

منی بجت سے مہنگائی کا طوفان آئے گا

عوام کے تمام خدشات اور اپوزیشن کے شور شرائے کے باوجود حکومت ایک بار پھر اپنی برتری ظاہر کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ قومی اسمبلی نے مخفی ملکی ترمیمی میں کیلئے اپوزیشن کی جانب سے اسیٹ بینک ترمیمی مل کی شدید مخالفت کی گئی۔ وزیر خزانہ شوکت ترین نے اسیٹ بینک ترمیمی مل پر اٹھار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے کیا ہاتھ کاٹ دیے ہیں؟ ہمارے پاس اسیٹ بینک کو چلانے کی پوری

وضاحت تو وہ خود ہی کر سکتے ہیں تاہم سیاسی مبصرین اپنی اپنی من مرضی کی تعبیر و تشریح کر رہے ہیں۔ جہاں تک تین ماہ اہم ہونے کی بات ہے تو اس حوالے سے وزیر اعظم کے انترو یو میں کی گئی تمام باتوں کو مذکور کر دیکھا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ ملک میں اندر و فی مجاز پر جو قانونی اور سیاسی سرگرمیاں جاری ہیں ان کے نتائج بھی خاصے اہم ہو سکتے ہیں۔ دوسری جانب وزیر اعظم کا یہ کہ حکومت کی سب سے بڑی ناکامی اختساب کا نہ ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے درست ہے کہ ان کے دور حکومت میں اپوزیشن کے رہنماؤں پر کوشش کے مقدمات تا حال کی توجیہ تک نہیں پہنچ سکے۔ یہی وجہ ہے کہ اپوزیشن رہنماء حکومت پر تقدیر کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ اختساب کی آڑ میں انہیں کیفیت طور پر نشانہ بنا یا جارہا ہے۔

جل اصلاحات کی جائیں

نیشن منڈیلے کہا تھا کہ کسی قوم کے بارے میں صحیح اندازہ اس کی جیلیں دیکھ کر ہوتا ہے اور کسی قوم کو اس بات پر جنچ نہیں کیا جاسکتا کہ وہ اپنے بڑے لوگوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتی ہے، دیکھنے کی بات یہ ہے اس کا اپنے چھوٹے لوگوں سے سلوک کیا ہے۔ پھر کہا جاتا ہے کہ کسی معاشرہ کی گورنمنٹ دیکھنا ہو تو ان کی جیلوں کا جائزہ لیں، آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ معاشرہ کس قسم کا ہے اور یہاں کا نظام کیا ہے؟ چیف جسٹس اسلام آباد کا نگوثر اطہر مدن اللہ نے اپیال جمل میں لکھے گئے ایک قیدی کے خط پر ریمارکس دیئے ہیں کہ وزراء اور جنرل بھی دو تین جمل میں تو انہیں مشکلات کا اندازہ ہو۔ کیوں کہ وہاں مشکلات کا نظام غالباً نہیں ہے، دو ہزار کی جگہ پانچ ہزار سے زیادہ تیڈی اڈیال جمل میں رکھے گئے ہیں۔ چیف جسٹس صاحب نے جس طرف توجہ دلائی اور ایک عام قیدی کے خط کو پیش میں تبدیل کر کے ماعت کی ہے یا اپنی مثال آپ ہے، اس ساعت کے بعد کچھ کچھ تبدیلی تو ضرور آئے گی اور اگر تبدیلی نہ بھی آئے تو ان قیدیوں کے مسائل عوام کے سامنے ضرور آئیں گے، پاکستان کی جیلیں قید خانے نہیں، عقوبات کا ہیں ہیں۔ جرم و سزا کے بارے میں ہماری سوچ صدیوں پر آنی ہے۔ ہمارا تاریخ کے تقریباً تیوں میں کھڑے ہیں جب حکمران یہ سمجھتے تھے کہ سماج سے جرام کو ختم کرنے کا واحد راست خست اور عبرت ناک سزا کیں ہیں، یہ بہت پرانا تصور ہے۔ جرم و سزا کے جدید تصور، جو آج یہ شرطی یافتہ دنیا میں قبول ہو رہا ہے، میں سزا پر زور دینے کے بجائے مجرم کی اصلاح پر زور دیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک کامیاب مثال ناروے ہے۔ ناروے نے اپنے نظام میں تبدیل کیا آغاز کیا اور آہستہ آہستہ خست تقریباً تیوں نظام کو اصلاحی یا بحالی کے نظام میں بدل دیا۔ ہمارے ہاں آدمی جیلیں تو قانونی بھنوں کی وجہ سے بھری پڑی ہیں، قتل کے مقدمہ میں سمش کو رٹ سے اگر کسی ملزم کو چاہی کی سزا ہو جائے تو اسے کال کو خری میں شفت کر دیا جاتا ہے۔ ہائیکورٹ میں اپنی سننے میں دوسراں الگ سکتے ہیں۔ دو سال کے بعد یہ شرمانہ جنہیں پھاٹ کی سزا سنائی گئی ہوتی ہے، ان کی سزا عمر قیمت میں تبدیل ہو جاتی ہے یا ملزم بری ہو جاتا ہے۔ لاکھوں مقدمات زیر القویں پھر ہماری جیلیں اور لوڈیں۔ جہاں دو ہزار کی گنجائش ہے وہاں پانچ ہزار کی گنجائش یا تریکیوں کو رکھا گیا ہے۔ آپ جلوں کے اسٹاف کو دکھلیں، اختیارات ان کے پاس بے شمار ہوتے ہیں مگر ان کی تنخواہیں عام پولیس کا نشیل سے بھی کم ہوتی ہیں حالانکہ وہ زیادہ خطرناک لوگوں میں ڈبوئی کر رہا ہوتا ہے۔ عام پولیس کا نشیل تو عام لوگوں کو ڈبیل کر رہا ہوتا ہے، لیکن جیل کا نشیل زیادہ خطرناک لوگوں کے درمیان رہتا ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ تنخواہ اور اختیارات کے تو ازان کو برقرار رکھا جائے، آپ یہاں سے اندازہ لگائیں کہ جیل پر نہنہ نہ کی ایک لاکھ روپے سے کم تنخواہ ہوتی ہے مگر اختیارات اس کے پاس کروڑوں کے ہوتے ہیں ایسے حالات میں وہ کیوں رشتہ کی پیشکشوں کو ٹھکرائے گا۔

اور اسے امریکہ کی سربراہی میں قائم اتحادی طرف سے مالی سپورٹ بھی حاصل تھی لیکن یہ وہ فی امداد سے صرف حکومتی عہدیداران نے تھی ہاتھ رکھے۔ عام افغانی کی زندگی میں کوئی بہتری نہیں آئی، غربت، افغانستان کی بڑی آبادی پر اسی جو ترقیاتی منصوبے اور سماجی بہبود کے کام کیے گئے وہ افغان دارالحکومت تک تھی محروم رہے۔ ملک کی پیشتر آبادی ان سے محروم رہی چنانچہ جب طالبان پیش قدمی کرتے ہوئے کابل تک آن پہنچوڑا اکٹر اشرف غنی کی حکومت رہتی کی مانند بھرگئی اور اس کے وزراء اور جنرل دولت سمیت کراپنے خانہ انوں کے ساتھ ملک سے فرار ہو گئے۔ مزید ہر آس افغانستان کے وہ امراء اور صاحب ثروت لوگ جو افغانستان کی سابق حکومت کے دور میں بھرپور مالی فوائد اٹھاتے اور مراعات حاصل کرتے رہے وہ بھی اپنا سب کچھ لپیٹ کر ملک سے بھاگ گئے۔ چنانچہ یہ وہ حالات تھے جن میں طالبان کو حکومت ملی گیا لہاڑا افغانستان طالبان عبوری حکومت کے حصہ میں آیا۔ اس پر مستزادیہ کے امریکہ اور دوسرے نیٹو ممالک نے اپنے میکنون میں موجود افغانستان حکومت کے تمام کاواٹس اور اسالٹ نیٹ مجمد کر دیے چنانچہ آج افغانستان بھوک سیت مختلف بھراںوں کے ٹکنے میں ہے۔ افغانستان کی اسی صورتحال کے نتاظر میں پاک فوج کے سربراہ جزل فرجاد بادیہ بوجوئے غالی برادری پر زور دیا ہے کہ وہ افغانستان کو انسانی بحران سے بچانے کیلئے اس کی مدد کرے۔ جلد کے روز بھراںوی بائی ٹکشہ کر پھنٹنے سے ملاقات کے دوران انہوں نے افغانستان سیت علاقائی سلامتی کی صورتحال اور مختلف شعبوں میں دو طرفہ تعاوون پر تباہ دخیال کیا اور علاقائی امن اور احتجام کیلئے افغانستان کی امداد بہت ضروری ہے۔ انسانی حقوق کے چینپن ادارے اور ترقی یافتہ ممالک کو اب آگے بڑھنا چاہیے اور افغانستان کو موجودہ درپیش بھراںوں سے نجات دلانے کیلئے اس کی مالی امداد کرنی چاہیے۔

ملک میں سیاسی افراطی جاری

وزیر اعظم عمران خان نے اپنی حکومت کیلئے آئندہ تین ماہ کو اہم قرار دیا ہے تاہم ان کا کہنا ہے کہ حکومت اتحادیوں کے ساتھ کرپاٹخ سال پورے کر گی۔ اپوزیشن تنگریک عدم اعتماد لانا چاہتی ہے تو ضرور لے آئے۔ اپنے ایک انترو یو میں انہوں نے احتساب نہ ہونے کو اپنی حکومت کی بڑی ہماری قرار دیا اور کہا کہ شہباز شریف کے خلاف ٹھوٹ ٹھوٹ موجود ہیں لیکن تمام تر شوہید کے باوجود یہ لوگ پنچ کر نکل رہے ہیں۔ وزیر اعظم عمران خان کا مزید کہنا تھا کہ ان کی حکومت کے فوجی قیادت کے ساتھ مثاثل تعلقات ہیں البتہ آری چیف کوہنگر توسعہ دینے سے متعلق ابھی نہیں سوچا کیونکہ بینا سال ابھی شروع ہوا ہے، فوہر ابھی کافی دور ہے۔ وزیر اعظم عمران خان نے کہا کہ یہیں میں مبنگانی کو کٹھوں کرنا ہو گا۔ لیکن سیاسی صورتحال میں ڈرامی موڑ آنے پر سیاسی مبصرین میں سیاسی حالات کے مستقبل کے حوالہ سے قیاس آ رائیوں کا سلسہ شروع ہو گیا ہے۔ تجزیہ کے مطابق ایکش کیمین فارن فنڈنگ کیس کی تحقیقات اپنے کلائیک میکن پیش کر اس کی رپورٹ سے منظار اپنے آتے ہی سیاسی بھوچال پیدا کر دیا۔ قانونی مابرین کو اندازہ تھا کہ فارن فنڈنگ کیس کی رومنٹیکی توجیہ تک ضرور پہنچ گا۔ اب اس حوالہ سے کوئی حقی رائے نہیں دی جاسکتی کہ مستقبل میں کیا ہوگا البتہ اپوزیشن یہ دوں نے وزیر اعظم پر تقدیر کے نتائر چلائے ہیں اور ان سے مستعفی ہونے کا مطالبہ بھی کیا ہے۔ دوسری جانب وزیر اعظم عمران خان نے کہا ہے کہ مسلم لیگ (ن) اور دیگر پارٹیوں کی فنڈنگ پر بھی تحقیقات کی جانی چاہیں۔ حکومتی وزراء فارن فنڈنگ کیس کے حوالہ سے کہہ رہے ہیں کہ اس معاملہ میں تنگریک انصاف سرخو ہوئی ہے۔ یوں دیکھا جائے تو اس حوالہ سے دونوں طرف سے بیان بازی ہو رہی ہے، لیکن اصل مسئلہ ہبھی حل ہو گا جب فارن فنڈنگ کیس کا حصہ فیصلہ سامنے آ جائے گا۔ وزیر اعظم عمران خان کا کہنا کہ تین ماہ ہم ہیں خاص معنی نہیز ہے انہوں نے تین ماہ ہونے کی بات کس تناظر میں کہی ہے اس کے حوالہ سے پوری طرح



پھلے ہیں ہمت کے اجائے، ایک نہتی لڑکی سے

یا پھر عالم کی مخصوص جماعت اپنی بات کو اس انداز میں پیاں کرتے کہ بات دل میں اتر جاتی، اور نہیں تو کم از کم اللہ رب المعزت اسے اپنے تعلق کی بنابر اللہ سے ہی درخواست کرتے کہ ان کی بات متعلقہ حکام کے دل میں اتر جائے تو آج کے بھارت میں مسکان خان جیسی نیٹیوں کو بھارتی ہندوؤں کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

بے شری رام کے نعروں کے جواب میں اللہ اکبر کے نعرے گاتی مسکان خان کی کہانی تو آپ کو معلوم ہو چکی ہو گی۔ جی پاں! وہی مسکان خان جو جواب پہنچنے کا لمحہ میں داخل ہوتی ہے تو بھارتی درندے بے شری رام کا نعرہ لکاتے اسے ہر اس کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جواب میں وہ شیر فی اللہ اکبر کا نعرہ پہنچ کرتی ہوئی بھاری کی مثال بن جاتی ہے۔

در اصل مسکان خان کا رد عمل ظاہر کرتا ہے کہ اب لاوا کپ چکا ہے، بھارتی مسلمان اب قلم و جری

یا اس خواب کی تعبیر کچھ یوں کی گئی کہ مسلم اکثریتی علاقوں کو کات کر ایک چھوٹا سا الگ ملک بنادیا گیا کروڑوں کی تعداد میں مسلمان یوں خوفزدہ ہیں۔

تھے انہیں مسلمانوں پر حکومت کرنے کا موقع مل مسکان کے نعرہ تکمیر کی صدائے جہاں ایک طرف 37 ممالک کے بے حس اور بے شرم حکمرانوں کے منہ پر ایک زوردار طماقچہ رسید کیا ہے وہاں بھارت میں لئے والے مسلمانوں کو بھی ایک ایسی راہ دکھلائی ہے کہ انہیں اب مزید خاموش نہیں رہنا ہو گا۔ انہیں

اب اینٹ کا جواب پھر سے دیئے کی ضرورت ہے اس کفار پر بھاری ہے اس لئے اب بھارت مسلمانوں کو اپنے آپ کو محفوظ کرنے کی خاطر تمہاری تقسیم کی خالصت کی اوتا تجات برے کھلا کے۔

بیتے 75 ہرسوں میں جب بھی بھارت میں لئے والے مسلمانوں پر قلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے علامہ جامی علی ہری ہیں اس میں کامل نگار محمد کے اس مخصوص طبق کی بات ضرور یاد آئی۔ اگر اس عمران پوچھ دی جائے تو حقیقت عکاس تصریح کیا ہے۔ وقت جلد بازی نہ کی جاتی، ان کی بات کو سمجھ لیا جاتا، آج سے کم و بیش ایک صدی قبل دیکھے گئے اقبال

ندیم احمد جمال

بھارت کے جتوںی صوبے کرناک میں ایک 19 سالہ مسلم نہتی لوگی نے جس طرح سیکھزوں ابھا پسندوں ہندوؤں کے نعرے ”بے شری رام“ کے جواب میں تن تھا نعرہ تکمیر کا پر ٹھاٹھ نعرہ لگا کر عالمگیر شہرت حاصل کر لی۔ یہ نعرہ تکمیر ایک ایسے وقت گنجائی جب ہندو اجنبی پسندوں کی پیلانہ اور جنون کے آگے بھارت میں مسلمان سمیت تمام اقلیتیں کہنی ہوئی تھیں اور بھارت میں برا اقتدار جماعت بی بے پی کی سرپرستی میں ہندو اجنبی پسند اپنی اجنبی کو پہنچے ہوئے تھے۔

مسکان کے نعرہ تکمیر کی صدائے جہاں ایک طرف 37 ممالک کے بے حس اور بے شرم حکمرانوں کے منہ پر ایک زوردار طماقچہ رسید کیا ہے وہاں بھارت میں لئے والے مسلمانوں کو بھی ایک ایسی راہ دکھلائی ہے کہ انہیں اب مزید خاموش نہیں رہنا ہو گا۔ انہیں اب اینٹ کا جواب پھر سے دیئے کی ضرورت ہے۔ جب ایک نہتی لوگی

غیرے بلند ہو رہے تھے۔ برقعہ ہٹا دیا اور بے شری رکھنے والی 19 سالہ طالبہ مکان خان کا جو وہ مقامی کالج میں بی کام سینکڑہ ایز کی طالبہ ہیں۔ گذشتہ دو رام جیسے غیرے لگدے رہے تھے۔

میں نے سوچا تھا کہ میں کاس میں جاؤں گی لیکن وہ دونوں سے مکان کی ایک ویڈیو واہرل ہے جس میں وہ جا ب پہن کر اپنے کالج میں ایک سکوٹی پر تمام لڑکے میرے بیچھے ایسے آ رہے تھے جیسے وہ سب مجھ پر حملہ کرنے کی کوشش کر رہے ہوں۔ یہ داخل ہوتی ہیں اور اس دوران انھیں دکھ کر ایک ہجوم جسے شری رام کے غیرے بلند کرتا ہے اور ان کا 30 سے 40 افراد تھے۔ میں ایکلی تھی، ان میں پچھا کرتا تھا۔

ہجوم کی جانب سے غیرے بلند کیے جانے پر وہ مزنی انسانیت نہیں ہے۔ اچانک وہ میرے پاس آئے اور چلانا شروع کر دیا۔ کچھ نے نارنجی رنگ کے

غور طلب امریہ ہے کہ کیا ایسا پہلی بار ہو رہا ہے؟ یا ایسا صرف مسلمانوں کے ساتھ ہو رہا ہے؟ اگر ہم بھارت کے حالات کا چائزہ لیں تو بھارت میں یعنی والی اکثر اقلیتیں بھارت کے انتباہندہ ہندوؤں کے ظلم و ستم کا شکار ہیں۔ آج کے بھارت کے دو چہرے ہیں۔ ایک سیکولر بھارت، جو فلموں کے ذریعے دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ جبکہ بھارت کا اصل چہرہ ہے جو وہاں رہنے والی اقلیتیں دیکھتی ہیں اور بھارت کے ظلم و ستم کو برداشت کرتی ہیں۔

یہ اور ایک بات اخلا کرنا لڑکے غیرے کا لگتی سکاف پکڑے ہوئے تھے۔ اور میرے منہ کے سامنے آ کر اس طرح لمہانے لگے اور وہ کہہ رہے تھے: ”جسے شری رام، چل جاؤ، بُر قعہ ہتاو۔“

آپ کتنے عرصے سے جا ب پہنچے ہوئے ہیں؟ جب میں پہلی بار پری یونیورسٹی (کالج) گئی تھی تو تب سے میں نے جا ب پہنچنا شروع کیا تھا۔ کالج میں کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ سب کچھ پہلے عیسیٰ تھا۔ میں جا ب پہن کر کاس میں چاری تھی۔ میں کاس میں برقعہ نہیں پہنچنے صرف جا ب پہنچتی ہوں۔ میں اپنے بال چھپا کر کاس اٹھیڈ کری ہوں۔ لیکن اس دن وہ لوگ مجھے کیپس میں داخل نہیں ہونے دے رہے تھے۔

ان کی بڑی تعداد باہر سے آئی ہوئی تھی۔ کالج کے چند طالب علم ہی وہاں موجود تھے۔ وہ لوگ کیا کہہ رہے تھے؟

وہ کہہ رہے تھے کہ برقعہ آثار دو، ورنہ کالج نہیں جا سکتیں۔ وہ سب مجھے ڈرا رہے تھے۔ میرے سامنے چار لکیاں آئیں۔ گیٹ بند تھا۔ پھر اسی طرح پر پل صاحب آگئے۔ پر پل اور ساتھ نہجے بھفاظت اندر لے گئے۔

لڑکے ان پر آوازیں کستے چلے گئے، وہ روک اندر چلی گئیں، پھر میرے ساتھ بھی وہی ہوا۔ میں نہیں روئی، میں نے اس کے خلاف آواز بلندی۔

آپ نے کیا کہا...؟ میں نے اللہ اکبر کا غیرہ بلند کیا، کیونکہ میں ڈر گئی تھی۔

جب ڈر گلتا ہے تو اللہ کا نام لیتی ہوں۔ جب میں اللہ کا نام لیتی ہوں تو ہم پیدا ہوئی ہے۔

رکھنے والی 19 سالہ طالبہ مکان خان کا جو وہ مقامی کالج میں بی کام سینکڑہ ایز کی طالبہ ہیں۔ گذشتہ دو دنوں سے مکان کی ایک ویڈیو واہرل ہے جس میں وہ جا ب پہن کر اپنے کالج میں ایک سکوٹی پر داخل ہوتی ہیں اور اس دوران انھیں دکھ کر ایک ہجوم جسے شری رام کے غیرے بلند کرتا ہے اور ان کا 30 سے 40 افراد تھے۔ میں ایکلی تھی، ان میں پچھا کرتا تھا۔

ہجوم کی جانب سے غیرے بلند کیے جانے پر وہ مزنی اور چلانا شروع کر دیا۔ کچھ نے نارنجی رنگ کے



اوائی سی کا بھائی احلاں بلا یا جائے۔

غور طلب امریہ ہے کہ کیا ایسا پہلی بار ہو رہا ہے؟ یا ایسا صرف مسلمانوں کے ساتھ ہو رہا ہے؟ اگر ہم بھارت کے حالات کا چائزہ لیں تو بھارت میں یعنی والی اکثر اقلیتیں بھارت کے انتباہندہ ہندوؤں کے ظلم و ستم کا شکار ہیں۔ آج کے بھارت کے دو چہرے ہیں۔ ایک سیکولر بھارت، جو فلموں کے ذریعے دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ جبکہ بھارت کا اصل چہرہ وہ ہے جو وہاں رہنے والی اقلیتیں دیکھتی ہیں اور بھارت کے ظلم و ستم کو برداشت کرتی ہیں۔ مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں۔



اغوں ناک امریہ ہے کہ مہذب دنیا بھارت کے اصلی چہرے کو دیکھتے ہوئے بھی اس سے بہلوتی کرتی ہے، کیونکہ بھارت کے ظلم و ستم کا شکار اکثر و پیشہ مسلمان ہوتے ہیں، جو اپنی شاخت اور حقوق کی جدوجہد کرتے ہوئے اپنے بزرگوں کی غلطیوں کا کارخانہ ادا کر رہے ہیں۔

ضرورت اس امریکی ہے کہ مکان خان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آج کی مسلم دنیا جائے۔ دنیا بھر میں یعنی والے مسلمان دنے دے سخن قوم کی اس بیوی کو سپورٹ کریں، کیونکہ یہ ایک بیوی نہیں بیٹیوں کا معاملہ ہے۔ اس سلسلے میں ہر طبق اپنا کردار ادا کرے۔

دنیا بھر میں یعنی والی مسلم عورتیں مکان خان کی سپورٹ میں جا ب کو عام کریں۔ آج تک جنہوں نے پردہ نہیں کیا وہ بھی دشمنوں کو جلا نے کیلئے ہی اسی پردہ شروع کر دیں۔

مرد حضرات اسلامی لکھ کر عام کریں۔ پوری مسلم دنیا بھارتی مصنوعات کا مستقل بازار کرتے ہوئے دنیا کو پیغام دے کر ہم ایک ہیں۔

بھارتی مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ یقینی بنانا کیلئے

کرنا نکل کے ضلع اڈوپی میں ایک سرکاری اسکول دفاع کرتی ظراحتیں۔ میں حجاب پہن کر کلاس روم میں داخل ہونے پر علی، حکومتی نمائندوں اور احتجاج کرنے والی پابندی کے خلاف طالبات کی جانب سے ہم شروع طالبات کے درمیان اس حوالے سے کمی مینگز میں کو حل کرنے میں اب تک ناکام رہی ہیں، ریاست ہوئے ایک مہینہ ہو چکا ہے، یہ خاتمیت پچھلی گئی



اور طالبات نے اسکول کے گیٹ کے باہر پڑھائی کے وزیر تعلیم بیہی ناگیش نے بھی یہ پابندی ہٹانے کا انتہا پر کھڑے ہوئے احتجاج کرنا شروع کر دیا۔ سے انکار کر دیا۔ پاکستانی شخصیات کی نہ ممکن ایس کے ان حامیوں کے خوف سے حجاب پر ملکیت خان کے ساتھ ہیش آنے والے اس واقعے کی پاکستانی سیاست انوں نے بھی نہ ممکن کی ہے، پابندی لکھا دی جنہوں نے حالات کو مزید بغاٹنے کے لیے ساتھ ہندو تو اکے حق میں فرقے بھی وزیر اعظم خیج رشید نے اسلام آباد میں ایک پرنس

بھارتی فلساز پوچا بحث نے کہا کہ نہیں کی طرح ایک عورت کو وہ کانے کی کوشش کرنے کے لیے مردوں کا پورا بھوم درکار رہا، اپنے زعفرانی رنگ کے دوپٹوں کو تھیاری کی طرح لہرا کر انہوں نے اپنی کمزوری کو سفاک پن سے چھانے کی کوشش کی انہوں نے کہا کہ مقصد سے بھکی نسل کا ایک بڑا حصہ نفرت کی نظر ہو چکا ہے۔

کاغذ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایک مسلمان لڑکی نے بھارت کی سیاست اور مسلمانوں کے ساتھ روا رکھے جانے والے مسلک کو بمقابلہ کردیا۔

دوسرا جائب وفاتی وزیر انسانی حقوق شیرین مزاری نے فاش ہندو تو ابریگیڈ کے سامنے مزید ہوادیے کی تغییب لی۔

کرنا نکل کے وزیر اعلیٰ بسوار اج بومانی نے حالات پر قابو پانے میں ناکامی کے بعد ریاست کے تمام اسکولوں اور کالجوں کو 3 روز کے لیے بند کرنے کا اعلان کیا کیونکہ کمپس میں حجاب پہننے والی طالبات کا تازع شدت اختیار کر چکا ہے اور کئی اپنی لوگ میں انہوں نے کہا کہ دنیا کو یہ سمجھتا چاہیے کہ یہ مسلمانوں کو مخصوص علاقوں تک محدود کرنے کے بھارتی ریاست کے منصوبے کا حصہ ہے۔

وزیر اطلاعات فؤاد چودھری نے کہا کہ غیر محظوظ

جو مرضی پہن کر آئیں۔ ہمیں صرف حجاب پہننے کی اجازت چاہیے۔ وہ کہے آتے ہیں ہمیں اس کی پروانیں ہے۔ ہمیں صرف تعلیم کی ضرورت ہے۔ ہمارے پرنسپل ہمارے ساتھ ہیں، اساتذہ ہمارے ساتھ ہیں۔ یہ صرف یہ وہی عناصر ہیں جو آگر تھا شما بناتے ہیں۔

اوہ ہمیں اٹھیا کے آئیں پر یقین ہے۔ مسکان کو ہمارا سا کیے جانے پر میدیا اور بال و دُو کی کچھ معرفت شخصیات، دانشوں اور سیاست دانوں نے شدید برہمی کا اٹھار کیا، اور ملک کو تزویی کی جانب لے جانے پر مودی حکومت کی نہ ممکن بھارتی نیوز ایکٹر راجدیپ سر دیساں نے کہا کہ

کرنا نکل کی ایک تازا و دیہی یوں میں شری رام کے نعرے لگانے والے مردوں کو حجاب میں بلوں ایک تو جوان طالبہ کا پیچھا کرتے ہوئے دیکھا جاسکتا ہے، اخہا پسندی کو قوم پر بھی اڑاث ہوتے ہیں،

پات کی ہاتھ نہیں پھیلارہی ہوں، چاہے کوئی ہندو ہو یا مسلمان۔ میں صرف اپنی تعلیم، اپنے حقوق کے لیے کھڑی ہوں کیونکہ ہمیں تعلیم حاصل کرنے سے روکا جا رہا ہے۔ ہمیں اندر نہیں آنے دیا جا رہا ہے۔



بھارتی فلساز پوچا بحث نے کہا کہ نہیں کی طرح

ہم اسے رسول سے پہن کر رہی ہیں۔ کوئی تیزی نہیں ایک عورت کو وہ کانے کی کوشش کرنے کے لیے پہنچی ہے۔ یہ لوگ تو ایسے نارجی دوچینے لہر رہے کے درپیوں کو تھیاری کی طرح لہرا کر انہوں نے اپنی کمزوری کو پہن کر آئیں گی تو ہم پھر یہ پہن کر آئیں گے۔

میرے کانے میں لڑکے پرنسپل سے کہا کہ مقصد سے بھکی نسل کا ایک بڑا حصہ نفرت کی نظر ہو چکا ہے۔ بھارتی صنف و مجموں شاہ نے فسون کا اٹھار کیا ہمیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ وہ جیسے مرضی آئیں اور کملک کس حالت میں ڈھل چکا ہے۔

تھا۔ دریں اشنا کا گریں پارٹی کے رکن پاریمیٹ ششی تھرور نے کہا کہ ہندوستان میں مذہبی لباس جیسے سکھوں کی گزی، گلے میں صلیب یا ماتھے پر تک پر پابندی لگائی کافی قانون ہو جو نہیں، ان سب پر فرانس کے سرکاری اسکولوں میں پابندی ہے لیکن ہندوستان میں اس کی اجازت ہے۔

گزشتہ فتح کا گریں پارٹی کے مرکزی رہنمایاں ہو گئے گاندھی نے بھی پابندی کی مخالفت کرتے رہا ہوں اپنے طریقے، یاست کے مزید اسکولوں کی تھیں کہ طالبات کے حجاب کو میاد پر اس کی تھیم کی راہ میں حائل ہو کر ہم ہندوستان کی بیٹیوں کے مستقبل پر اکاذیں رہے ہیں۔

بچوں کو حوم کے بعد جب پہنچ پارٹی کی کمان اگلی بینی بینظیر پہنچوئے سنجھاں اور اس وقت آمر حکمران ضایاء الحق نے اسکے سامنے بہت رکاوٹیں کھڑی کی تھیں اس پر مشہور انقلابی شاعری عجیب جالب نے بے نظری جدوجہد کو پیوں خراج تھیں پیش کیا۔

ڈرتے ہیں بندوق والے ایک بھتی لڑکی سے پھیلے ہیں ہست کے اجالے ایک بھتی لڑکی سے ڈرے ہوئے ہرے ہوئے، لرزیدہ لرزیدہ ملا جا جر، جز ل سارے ایک بھتی لڑکی سے آزادی کی بات نہ کر، لوگوں سے نہل، یہ کہتے ہیں بے حس، غلام، دل کے کالے، ایک بھتی لڑکی سے دیکھ کے اس صورت کو جالب ساری دنیا کرتی ہے بلاؤں کے پڑے ہیں پالے ایک بھتی لڑکی سے

مکان نے اپنی ہمت اور جرات سے غائب کر دیا ہے کہ اگر دل میں اللہ کی محبت ہو تو دنیا کی کوئی طاقت اس کا کچھ نہیں بگاہ سکتی، لیکن مسلمانوں نے تو اللہ پر بھروسہ ہی چھوڑ دیا ہے اس لئے یہ پوری دنیا میں ذمیں و خوار ہو رہے ہیں۔ آج ایک بھتی لڑکی نے بھرے مجع میں ”بے شری رام“ کا جواب فرمائی کہ کہا تو یہ صرف بھارت میں ظلم کی بھی میں پے مسلمانوں کے اندر ایمانی حرارت دو گئی پلک پوری دنیا کے قلمروں مسلمانوں نے اس کی ہمت اور شجاعت کو دادی۔

دیکھایا ہے کہ بھارت اور دنیا بھر کے مسلمان نورہ بکیر کی صدائے خود کو پوری دنیا کے سامنے منوانے والی لڑکی مکان کے قش قدم پر چلتے ہوئے اب بھی اللہ کی ذات اور طاقت پر بھروسہ کریں گے یا نہیں یا پھر دنیا کی طاقتوں کے سامنے سرگوں ہو کے مزید ذمیں و خوار ہوتے رہیں گے۔

پابندی کے خلاف بڑھتے ہوئے احتجاج کے سب تین دن کے لیے بند کر دیا تھا۔

خیال رہے کہ یہ معاملہ اس وقت مظہر عالم پر آیا تھا جب گزشتہ ماہ کرناٹک کے ضلع اوڈیپی میں ایک سرکاری اسکول میں اس تازیے نے خوف اور غصے روم میں داخل ہونے سے روک دیا تھا جس کے بعد طالبات نے اسکول کے دروازے کے باہر احتجاج شروع کر دیا تھا، یاست کے مزید اسکولوں کی جانب سے اسی طرح کی پابندیاں عائد کیے جانے کے بعد عدالت مداخلت پر جبور ہو گئی تھی۔ اس ناخوش گوار معاشرے پر مسلم طالبات خوف و ہراس کا شکار ہیں کیونکہ ان کا مانا ہے کہ ہندو

اس معاملے پر گزشتہ کئی ماہ سے مسلمان خواتین کا احتجاج جاری تھا۔ مسلمان خواتین کا کہنا تھا کہ اٹھیا کا آئین ان کو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ جو چاہیں پہن سکتی ہیں۔ دوسری جانب اٹھیا میں مسلمان افکت میں اس تازیے نے خوف اور غصے کو بھی جنم دیا ہے۔

اعدالت نے حکم دیا کہ جب تک یہ معاملہ حل نہیں ہوتا۔ طلبہ مذہبی لباس پر اصرار نہ کرے۔ بھارتی ریاست کرناٹک کی عدالت نے طالب علموں سے کہا کہ وہ جاپ اور اسکارف پر پابندی کے حوالے سے درخواستوں کا فیصلہ آنے تک کوئی بھی مذہبی لباس نہ پہنیں۔

تازہ ترین اطلاعات کے مطابق اٹھیا کی ریاست کرناٹک میں حجاب پر پابندی کے خلاف طالبات کا کہنا تھا: مسلم طالبات کی حجاب کے ساتھ



اکثریت ملک میں انہیں ان کے مذہبی حقوق سے محروم رکھا جا رہا ہے اور یہ کو اس پابندی کے خلاف سینکڑوں طلبہ اور والدین نے سرکول پر احتجاج کیا تھا۔

کرناٹک میں اس تازیے کے بعد بھارت کے دیگر شہروں میں بھی احتجاج شروع ہو گیا تھا، جمارات کو دارالحکومتی دل میں محدود مظاہر ہرین کو حراست میں لے لیا گیا تھا اور حالیہ دونوں میں حیدر آباد اور کولکاتہ سینٹ دیگ شہروں میں بھی طلب علم مذہبی حقوق کے کارنوں نے مارچ کیا تھا۔

گزشتہ روز کولکاتہ میں سینکڑوں طلبہ پر پابندی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے نفرے بازی کی اور ساتھ سات ہزار کی میٹنگ کیا تھی۔

ریاست کرناٹک میں متعدد اسکولوں کی جانب سے ریاست کے ایک مذہبی رسمات پر عمل کر سکتے ہے اور عدالت ان کی درخواستوں کا جائزہ لے رہی پابندی کا کم کی فہمی نہیں دے سکتے۔ جب

دوسرے لوگ اپنی اپنی مذہبی رسمات پر عمل کر سکتے ہیں تو ہم پر ہی پابندی کیوں لگائی جا رہی ہے؟ اٹھیا کی ریاست کرناٹک میں حجاب کرنے والی مسلمان خواتین پر حکومتی کالج کی جانب سے پابندی کا تازیے اب ہائی کورٹ پہنچ چکا ہے۔

دی واڑ کے مطابق درخواست گزاروں کی نمائندگی کرنے والے دکانے عبوری حکم پر اعراض کرتے ہوئے کہا کہ یہ ہمارے حقوق کی محکمی کے مترادف ہے لیکن عدالت نے کہا کہ یہ چند دنوں کا معاملہ

یہ معاملہ اس وقت شروع ہو جب ایک کالج کی انتظامیہ کی جانب سے اعلان کیا گیا کہ مسلمان خواتین کو اسی حدود میں تو حجاب کر سکتی ہیں لیکن کالج کے دوران نہیں۔

کوئی جرم نہیں کیا۔
 حاجی ناصر نے دعویٰ کیا کہ اس موقع پر سکیورٹی فورسز کے ہلاکاروں نے جواب دیا کہ آپ لوگ فخر نہ کریں، انھیں صحیح چھوڑ دیا جائے گا۔ لیکن اسے نہیں چھوڑا گیا۔

حاجی ناصر کا دعویٰ ہے کہ انھوں نے اس واقعے کے بعد بیٹے کی مادر اے آئین و قانون گرفتاری کے خلاف ایف آئی آر درج نہیں کروائی۔ اس کی وجہ وہ دو وجہات بیان کرتے ہیں۔ پہلی یہ خوف کہ کبھی ان کے بیٹے کو میڈیم ووران حراست فقسان نہ پہنچایا جائے اور دوسرا سکیورٹی ہلاکاروں کی جانب سے دی جانے والی یہ تلقین دہانی کہ تفہیش کے بعد اسکو چھوڑ دیا جائے گا۔

ہمیں کہا گیا کہ بیٹے کو تین ماہ بعد چھوڑ دیا جائے گا
 حاجی ناصر کے مطابق وہ کچھ سے تعلق رکھتے والے صوبائی اور وفاقی وزراء سے ملے اور اپنے بیٹے کی بازیابی کی درخواست کی۔ ان سب نے مجھے تسلی دی دی

کہ میرا بیٹا بازیاب ہو جائے گا۔
 دوسال کا عرصہ گز رگی۔ اسد ناصر گھر واپس نہیں لوئے تو حاجی ناصر نے ایک بار پھر علاقے کے باشہ سی افراد سے ملاقات کی تاکہ ان کے بیٹے کی گھر واپسی کو مکمل بنایا جاسکے۔ میں نے ان لوگوں سے دوبارہ ملاقات کی تو مجھے بتایا گیا کہ میرا بیٹا تین

رات جب وہ اپنے گھر کے صحن میں سوئے ہوئے تھے تو اپنا بیک گھر کے دروازے پر دستک ہوئی۔ میں نے دروازہ کھولا تو وردی اور سادہ کپڑوں میں ملبوس سکیورٹی فورسز کے ہلاکار بابر کھڑے تھے۔
 انھوں نے میرے بڑے بیٹے اسد ناصر کے



بلوچستان میں جہری گشدر گیاں

اللہ نے مجھے دو بیٹے دیے لیکن انسانوں نے دنوں کو چھین لیا

محمد کاظم

ازدحامات نے نہیں ہیں جیسے تاہم سکیورٹی فورسز اور ادارے بھیشہ اس نوعیت کے تمام تر ازمات کی تردید کرتے رہے ہیں۔

اسد ناصر کی لاش کی ایرانی بلوچستان سے برآمدگی پڑھ کچھ کے ذمیں کمشتری میں چھوٹے کھانا ہے کہ ان کی ہلاکت کچھ میں نہیں بلکہ ایمان میں ہوئی جس کے بعد ایرانی حکام نے ہی اسد کی لاش کو پاکستانی حکام کے حوالے کیا۔ ان کا کہنا ہے کہ اسد ہیں جن کے 35 سال بڑے بیٹے اسد ناصر کی ناصر کے لاش ایک ما قبل ایرانی بلوچستان سے ملی ہے۔ سنہ 2010 میں حاجی ناصر کے چھوٹے بیٹے یاسر بھی میڈیم طور پر لاپتہ ہوئے تھے اور گشدر کے چند ماہ بعد ان کی لاش پڑھ کچھ کے علاقے مرگاپ سے ملی تھی۔

حاجی ناصر کے مطابق ان کے دو فوں بیٹوں نے کوئی جرم نہیں کیا تھا۔ اگر انھوں نے کوئی جرم کیا تھا تو ان کو عدالت میں پیش کر کے سزا دوائی جاتی۔

اسد کے والد حاجی ناصر نے بی بی کو بتایا کہ اسد اللہ ناصر نے ایف اے بیک تعلیم حاصل کی تھی جس کے بعد ملازمت نہ ملے کے باعث وہ ایک دکان چلار ہے تھے۔

حاجی ناصر نے دعویٰ کیا کہ جولائی 2019 کی



ماہ بعد واپس آجائے گا۔

سنہ 2010 میں حاجی ناصر کے چھوٹے بیٹے یاسر بھی میڈیم طور پر لاپتہ ہوئے تھے اور گشدر کے چند ماہ بعد ان کی لاش پڑھ کچھ کے علاقے مرگاپ سے ملی تھی۔ پچھے عرصہ تین اسد ناصر کی دو چھوٹی بہنوں اور ان کے بیٹے کی جانب سے مت لے جاؤ اس نے اور چلانا شروع کیا کہ اسے مت لے جاؤ اس نے

2021 میں 55 صحافی قتل ہوئے، اقوام متحده

2021 میں ایک بار پھر متعدد صحافیوں نے سچ کو سامنے لانے کی قیمت ادا کی، وہی جیسیکو اقوام متحده کے تازہ اخداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ گز شہر سال 55 صحافیوں اور میڈیا پرو فینٹنر کو قتل کیا گیا جبکہ 2006 سے ہر 10 میں سے 9 قتل کے واقعات تا حال حل نہیں ہوئے۔ غیر ملکی خبر سماں ادارے کے مطابق نیویارک سے جاری رپورٹ میں کہا گیا کہ خواتین صحافیوں کو خاص طور پر خطرہ لاحق ہے جبکہ انہیں آن لائن ہر انسانی کے بڑھتے ہوئے واقعات کا بھی سامنا ہے۔ اقوام متحده کی تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی تنظیم (یونیسکو) کی رپورٹ میں کہا گیا کہ سروے میں شامل تقریباً تین چوتھائی خواتین میڈیا پرو فینٹنر اپنے کام کے حوالے سے آن لائن تشدد کا تجربہ کیا رہا۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ 1993 سے اب تک دنیا بھر میں ایک ہزار 490 صحافیوں کو قتل کیا جا چکا ہے، جن میں برطانیہ اور امریکا جیسے ممالک بھی شامل ہیں جہاں اس عرصے کے دوران 7 صحافیوں کو قتل کیا گیا، برطانیہ میں 2019 میں 2 صحافیوں کو قتل کیا گیا۔ پاکستان میں 1993 سے اب تک 85 صحافیوں کو قتل کیا جا چکا ہے جن میں 2021 میں قتل ہونے والے 4 صحافی بھی شامل ہیں۔ بھارت میں 1993 سے 52 صحافیوں کو قتل کیا جا چکا ہے جن میں سے پانچ 2021 میں قتل ہوئے۔ افغانستان میں 1993 کے بعد 81 صحافی قتل ہوئے جن میں سے 8 کو 2021 میں قتل کیا گیا۔ اسی طرح بگذردی میں 2021 میں دو سیت 24 صحافیوں کو قتل کیا گیا۔ یونیسکو کے ذرا سیکٹر بجز اودرے ازوںے اپنے بیان میں کہا کہ 2021 میں ایک بار پھر متعدد صحافیوں نے سچ کو سامنے لانے کی قیمت ادا کی۔ ان کا کہنا تھا کہ اس وقت دنیا کو پہلے سے کہیں زیادہ آزاد اور حقائق پر مبنی معلومات کی ضرورت ہے، ہمیں اس بات کو قتنی بنانے کے لیے مزید کام کرنا ہو گا کہ جو لوگ صحافی سامنے لانے کے لیے انتہک محنت کرتے ہیں وہ کسی خوف کے بغیر ایسا کر پائیں۔ رپورٹ کے مطابق 2021 میں قتل کے زیادہ تر واقعات دو خلوں ایش پیسیک اور لاٹھی امریکا کیہیں میں پیش آئے جہاں بالترتیب 23 اور 14 صحافیوں کو قتل کیا گیا۔

کی بلکہ کچھ میں نہیں بلکہ ایران میں ہوئی۔ کچھ جو شیئیں یا سر، جو میڑک کے بعد ایفا کے انہوں نے بتایا کہ ان افراد کی لاشیں ایرانی حکام کرنے گوارد گئے تھے، ایک دوست سمیت لاضع ہوئے پاکستان کے حوالے کیں جس کی باقاعدہ گئے تھے۔ حاجی ناصر کے مطابق ان کے میئے کے ذرا سیکٹر بھی کی گئی۔ یہ بات واضح ہے کہ یہ لوگ کچھ میں مارے گئے بلکہ ایران میں ہلاک بعد یا سرکی لاش ضلع کچھ کے علاقے مرگا پے ملی ہوئے۔

ڈپی کمشٹ حسین جان بلوچ کے مطابق ان کے دنوں میں کا تعلق حاجی ناصر کے مطابق اسے کوئی جان بلوچ میرضیا الاغونے دوہی دن نے دو افراد کی لاشیں وصول کی تھیں جن میں سے زمانہ طالب علی میں بلوچ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن ایک اسٹادنٹس اور دوسرے فرد کا تعلق قلات سے تھا آزاد سے رہا تھا۔ لیکن وہ یہ کہتے ہیں کہ ان کے دنوں میتوں نے کوئی جرم نہیں کیا تھا۔ اگر انہوں نے کوئی جرم کیا تھا تو ان کو عدالت میں پیش کر کے سزا دلوائی جاتی۔

اب میرا کوئی بیٹا نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ نے دو بیٹے دیے تھے جن کو انسانوں نے مجھ سے چھین لیا۔ اب اس سے پہلے یا سر میری صرف چھپتیاں ہیں۔ حاجی ناصر کے لیے یہ پہلی بار نہیں کہ انہیں ایسے صدمے سے گزرنا پڑا ہوا۔ سنہ 2010 میں ان



سو شش میڈیا پر مظہر عام پر آئیں جن میں وہ اسد ناصر کی باری بیتی کے لیے وفاقی اور صوبائی وزراء سے اپنی کرتے دھائی دیتے ہیں۔ حاجی ناصر کے مطابق ان کی الہیاء اس عرصے میں صدمے سے یادداشت کو پہنچی ہیں۔

حاجی ناصر نے بتایا کہ اسد ناصر کے میئے کی ایجل پر بمنی دیہ پوز تین چار ماہ پرانی اور اس وقت کی ہے جب انہیں بیٹے کی موت ای اطلاع نہیں ملی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ پوتے کی ایجل پر ان کا والد زندہ تو نہیں آیا لیکن اس ضروراً گئی۔

اسد ناصر کی الاش ایران سے ملنے کا معاملہ حاجی ناصر نے اسلام عائد کیا کہ ان کا بیٹا ترہت میں زیر حراست تھا مگر بعداز اس اس کی میت کو بوقتیان سے متصل ایرانی علاقے میں پہنچیک دیا

بوقتیان کے وزیر داخلہ میرضیا الاغونے دوہی دن قبل ایک پریس کانفرنس کے دوران دو بیجوں کی بلاکت کے واقعہ پر یہ موقف اپنایا تھا کہ چند عنصر سکیورٹی فورسز پر بے بنیاد اڑاکتے ہیں جب کہ ملک میں اسن سکیورٹی فورسز کی قربانیوں سے ترقیتیں کلوجنر کے فاصلے پر واقع ہے۔ بی بی ای سے گفتگو کے دوران انہوں نے کہا کہ جس علاقے سے لاش برآمد ہوئی وہاں پر ان کی واقعیت ہے۔

وہاں پر لوگوں نے لاش کے ساتھ ایک پرچی دیکھ کر لیکن ان سے رابط نہیں ہو سکا۔ واٹ ایپ پر ان کی اطلاع دی۔

حاجی ناصر کا یہی دعویٰ ہے کہ اس علاقے میں تین افراد کو گولیاں ماری گئی تھیں جس سے ناصر سمیت دو افراد ہلاک ہو گئے تھے لیکن ایک شخص زندہ رہ گیا۔ تھج جواب ایرانی حکام کی حرast میں ہے۔ ہمیں یہ بتایا جا رہا ہے کہ اس شخص کو زاہدان لے جایا گیا ہے

کو کا لعدم قرار دینے کا فیصلہ اور پھر اس کے امیر سعد رضوی کی گرفتاری پر کارکنوں نے احتجاج شروع کر دیا۔ اس کے بعد تحریک لبیک کی جانب سے پر شنیدہ مظاہرے کیے گئے۔ پس پریمیوم کو رست نے کراچی میں تجویزات ہٹانے کا حکم دیا۔ کشیر المخزلہ نسلہ ناور گرانے کے حکم پر کافی بیٹھ و مباحثہ ہوا۔ لیکن سرپا سوال تھے کہ جنہوں نے اپنی زندگی کی جمع پونچی یہاں لگا دی وہ کہاں جائیں؟ اس طرح کی عمارات تغیر کرتے وقت حکومت نوٹس کیوں نہیں لیتی کہ یہ غیر قانونی ہے۔ خیر ان کو معادنے دینے پر غور و حوش جاری ہے۔

پاکستان کے سیاسی انتخابی حصہ دو گاؤں کو کے نزے کی تحریک بھی چھائی رہی۔ گاؤں کی عوام نے مزار مافیا کے خلاف اور بنیادی حقوق کے لیے اس تحریک کا اغاز کیا جس میں خواتین نمایاں طور پر حصہ لیتی رہیں۔

سال کے آخر میں ایک شرمناک حادثہ شہرِ اقبال سال میں پیش آیا۔ غیر ضروری طور پر مشتعل یا لکوٹ میں ہوتی کے نام پر ہو کر یا قتل و نثار، ناکامی ہو یا دوستی کے نام پر ہو کر یا قتل و نثار، ہمارے معاشرے میں عام روشنی بھی چاری ہے۔ ہم جس معاشرے میں زندہ ہیں وہاں متقول تو مل جاتے ہیں قاتل نہیں ملتے اور اگر مل بھی جائیں تو قانون کے قاتل نہیں ملتے اور آسانی سے نہیں آتے۔ ایسا ہی ایک سانحہ اسلام آباد میں ہوا۔ 20 جولائی کو جہالت، تشدید پسندی کا واضح ظہار تھا۔

مذکورہ سال ملک میں مہنگائی، یہاری، غربت اور بے روزگاری کے ساتھ بہت سے شیب و فراز آتے رہے لیکن ساتھ ہی یہ سال اپنے ساتھ کئی قیمتی ہیرے لگانے لگا۔ علم و ادب سے تعلق رکھنے والے اندھرا جالا جیسے شاپا کارڈ میں کے ڈائریکٹر ایکٹر طارق عزیز اور حیدر الدین خان کے علاوہ شویز ائمہ ستری کے کئی ورثشندہ ستارے کامیڈی کلکٹ گلگ عمر شریف، دردناہ بہت، حسین محسن، فاروق قیصر عرفانکل سرگم، افواج اقبال بلوچ، سبل شاہد، اعجاز درانی، نائلہ جعفری اور سہیل اصریحیے فیکار مداحوں کو سوگوار چھوڑ گئے۔ آئیے دعا کرتے ہیں کہ نیا آنے والا سال ملک کے لیے خیر اور سلامتی لے کر آئے۔



تحمیم اصغر

وقت کس قدرتیزی سے گزرتا ہے اس کا اندازہ یہ ہوتا ہے کہ جیسے ابھی تک ہم تو ہم 2021 کی آمد کا جشن منا رہے تھے اور دعا مانگ رہے تھے کہ اس سال میں کورونا جیسی وبا سے بچات اور خیر و برکت

نازل ہو اور اب 2021 کو الوداع کر رہے ہیں۔ اسی احساس کے ساتھ بہت سی یادیں، حادثات و واقعات ذہن میں گردش کر رہے ہیں۔ یہ

سال کو روناوبا کے حوالے سے کم از کم پاکستان میں بہت بہتر رہا۔ تکلیف نہیں لیکن کسی حد تک قابو پالیا گیا۔ بہت کچھ اچھا ہونے کے ساتھ بہت سارے واقعات اور حادثات ایسے بھی ہوئے جس نے

ملکی سلامتی پر سوالیں شان لگادیے۔ سال کے آغاز میں ایسا اندوہنا کا حادثہ ہیش آیا جو باکیں سال نو جوان اسامد نہیں تی کا اسلام آباد پولیس کے ہاتھوں قتل تھا، وہ بھی جس نے بیاندیک کی بنابر، اسی لیے عوام میں غم و غصہ کی اہم وہی۔ یہ سوال اخیالیا جانے لگا کہ کیا ہمارے پولیس الہمکاروں کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ جس کو جب چاہیں وہ شکری کا الزام لگا کر کسی کو قتل کر دیں؟ اس صورت حال پر جو دل پر بیتی مندرجہ ذیل قطعاً اس کی عکس کرتا ہے۔

میں آزاد ملک کا شہری ہوں لیکن ہرگز میں آزاد نہیں اگر کمزور اور لاچار ہوں میں پھر سمجھو دیشت گرو ہوں میں

2021، پاکستان میں کیا کچھ ہوتا رہا

جس میں کم و بیش 65 افراد موت پر بلاک اور ترقی پر 150 رخی ہو گئے۔

چیلن، امریکہ اور ایران سمیت جاہیں جس میں گھر بیو ناچاہی ہو یا دولت کی ہوں، محبت میں ناکامی ہو یا دوستی کے نام پر ہو کر یا قتل و نثار، ممالک کے نمائندوں نے شرکت کی جو بیانیں ایک قابل فخر اقدام تھا۔

پاکستان میں عورتوں کے حقوق اور عورت مارچ کا مسئلہ وہیں کا وہیں رہا۔ ہزار کوششوں اور عورت مارچ کا مارچ کے باوجود بھی معاشرے میں خوتمن کو حقوق اور مقام کے حوالے سے اطمینان نہیں آتے۔ ایسا ہی ایک سانحہ اسلام آباد میں ہوا۔ 20 جولائی کو البتہ عورت مارچ اس وقت مزید تنازع ہو گیا جب مارچ کے بعد چند ایسی دینی یوں سامنے آئیں جن پر تو ہمین مذہب کا الزام لگایا گیا۔ یوں یہ تنازع کے خلاف آواز اخہلی تو اس کیس کو موشی میڈیا پر کافی شہرت ملی۔

21 اپریل کو کوئی کے واحد فیوجن سرینا ہوٹل کی پارکنگ میں زوردار وحشائش کا حادثہ پارک میں یوں آزادی کے موقعے پر مینار پاکستان پارک میں جو کچھ ہوا، اس نے پوری قوم کا سرشم سے جھکا دیا۔ غلطی لڑکی کی تھی یا ہجوم کی، یہ یوں آزادی کی خوشیاں غارت کرنے کی سادش تھی یا ایک حادثہ؟ تک ٹرین کا سفر سب سے زیاد محفوظ سمجھا جاتا تھا۔ لیکن پے در پے ٹرین حادثات نے اسے بھی غیر محفوظ کر دیا۔ 7 جون 2021 کو ایسا ہی خطرنا ک حادثہ سنده کے طبع گھوگی کے قریب پیش آیا۔

یہ حادثہ ملت اور سریدا ایکسپریس کی سیاست بھی پورے زور و شور سے جاری رہی۔ تحریک لبیک



سوشل میڈیا اپس بمقابلہ کاغذ و قلم

اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ روزانہ اپنی ڈاٹری لکھیں گے تو آپ کی پریکش ہوگی اور دماغ بھی بہتر انداز میں کام کرے گا، اسی طرح اپنی تحریر کو بار بار پڑھنے سے اپنے خیالات، احساسات، رویے اور عقائد کے بارے میں بھی گہری بصیرت فراہم ہو سکتی ہے۔

ماہرین نے تین قسم کی تحریر کا ذکر کیا ہے جو ڈنی سخت کو بہتر بنا سکتی ہیں۔ ان میں سے نمبر ایک Expressive writing ہے: اپ کو سکون، بھی محسوس ہو سکتا ہے، تو اپنی بات کا تحریر عام طور پر انگلیں کشکار لوگوں کو کچھ سکون دینے کیلئے لکھوائی جاتی ہے۔ یعنی ان سے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے کرب و اذیت والے زندگی کے واقعات یا تجربات کے بارے میں اپنے خیالات اور احساسات لکھیں۔ ایسی تحریر کا مقدمہ کی مشکل چیزوں کو جنم بھاتی طور پر آسان کرنے میں مدد کرتا ہے۔ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ تاثراتی تحریر خود آگاہی کو بڑھاتی ہے، ذریعہ شدن کی عملات، مکمل مند خیالات اور سمجھ جانے والے تناک کرتی ہے۔

دوسرے نمبر پر ہے Reflective writing۔ یہ وہ انداز تحریر ہے کہ جس میں باقاعدگی سے پیشہ و روانہ انداز استعمال کیا جاتا ہے، نسروں، ڈاکٹروں، اساتذہ، ماہرین، نفیسیات اور سایہ کارکنوں کو لوگوں سے گھرے لگا کر لئے مدد ملتی ہے۔ تحریر کا یہ طریقہ لوگوں کو سمجھنے اور ترقی کے لیے واضح طور پر اپنے عقائد اور اعمال کا اندازہ لگانے کا ایک طریقہ فراہم

کے حوالے سے الگ الگ رائے پائی جاتی ہے۔ ایک نظریے کے حامیوں کا خیال ہے کہ آپ کے اندر دل کی بات زبان پر نہیں لائیں گے یا اس کو تحریر کی ٹھکنیں دیں گے تو یہ نفیانی انھیں پیدا کرے گی۔ دوسری صورت میں آپ کی تحریر دماغی سخت کو مطمئن حد تک لے جاسکتی ہے کیونکہ آپ نے ان جنبات کو محظوظ رازدار اداہ اور آزاد طبقے سے ظاہر کر دیا ہے۔ یوں اندر کا کرب باہر آنے سے آپ کو سکون بھی محسوس ہو سکتا ہے، تو اپنی بات کا خلاصہ یہ ہے کہ اس طرح خود شاید آپ کی توجہ اپنے اندر کی طرف موز سکتی ہے جس سے ہم اپنے خصائص، برتاب، احساسات، عقائد، انقدر اور واقعات یا تجربات کے بارے میں ہر یہ آگاہ ہو سکتے ہیں۔

محركات کے بارے میں ہر یہ آگاہ ہو سکتے ہیں۔ ان کا عہد ایکس جولائی 1899 سے لے کر 1961 تک رہا۔ ان کا مشہور قول ہے "لکھنے میں بہت کی کثرت رائے سے مخنوی، آج ایک مرتبہ پھر لکھتے اپنی شن کا مقدار بنی: خود رجھوڑی تھیں سے پتہ چلتا ہے کہ اپنے اندر چھپی صلاحیتوں کے بارے میں خود آگاہ ہونا ایک دو نیں، کی طریقہ سے فائدہ مند ہو سکتا ہے، یعنی درد پر قلم کرنا چاہیے، اس دکھ اور کرب میں میری بیٹی کے پاس وقت نہیں مجھ سے بات دوسروں کو بھی شامل کرنا چاہیے" اگرچہ اس وقت ہمیں لگنے کوہ علم نہیں تھا میں تھیں تین بیٹیاں کر دیا ہے کہ کوئی اپنے اندر کا دکھ، درد، کرب یا کوئی بھی خوشی کی کیفیت ضبط تحریر میں لاتا ہے تو یہ عمل دماغی سخت کوہنے میں مدد کرتا ہے۔

آپ کی دماغی سخت کو بہتر بنانے ہے یا ایسا کیوں

ہوتا ہے؟ لیکن ماہرین آپ کے دماغ کے اندر چند باتوں کو اساتھ کر دیں گے کاشور، فریڈریکز کے چکر میں نوجوان ای بولا کا غالہ اور چاچوں سے باہمی کرنا تو دور کی بات، کھانا پینا اور چھوٹے بھی خیال ہے کہ آپ کا لکھنا شروع کر دیں تو یہی کوہنے کوہنے کوہنے اور کھلانے تک سے لاطم ہو چکے ہیں۔ گوڑے موبائل نے جگہ دنیا بھر کی معلومات اپ کی بھتیلی پر رکھ دی ہے، وہیں ایک گھر کے اندر بھی دو دیاں پیدا کر دی ہیں۔ اسلام آباد کی ایک مخفی شام میں ایک ریٹرورن کے کونے میں بھی ایک آنٹی نے کولہ کافی کی لبی سے چکلی لی اور ساتھ پیشی خاتون سے گلکیا، دوسری خاتون نے بھی میکی شال درست کرتے ہوئے زراست اور شائگی سے پلیٹ سے بار بی کیوں ایک بوئی کا گلکرا اخیابا، بھر بولیں، ہاں بھتی یہ تو ہے، میری بیٹی کے پاس وقت نہیں مجھ سے بات کرنے کیلئے، اسی لئے یہاں تمہارے پاس آگئی ہوں، انہوں نے ساتھ ہی پرس سے ٹوٹی پہنچال کر ہونوں پر گلی اپنے ملک صاف کی۔ ایک اہم مینگ کے لئے میں بھی اسلام آباد کے اسی رہنماؤں میں قوم تھوہنے میں مدد کرتا ہے۔ اب تک ایسے دوستِ خیالی مکالے چھپ کچے ہیں کہ جن سے پاچتا ہے کہ آپ اپنے جنبات کو تحریر میں لے آئیں تو دماغی سخت پر ثابت آگاہی پیدا کرنے میں مدد گارثا ہے، یا نفیانی فوائد اڑات مرتب ہو سکتے ہیں، لیکن نفیانی فوائد اگرچہ بھی تک یہ طب نہیں ہوا ہے کہ واقعی لکھنا

کے مثبت تصور کو قائم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ ہاتھ سے تحریر کرنے کی عادت دماغی نشوونما میں بہری اور افعال کو متحرک کرتی ہے کیونکہ اس عمل کے دوران دماغ کی بورڈ پر تائپگ کے مقابلے میں زیادہ سرگرم ہوتا ہے۔ تحریر کے ذریعے اپنے جذبات کا اظہار مزاج کو بہتر، تناکوم اور زندگی پر اطمینان پڑھادیتا ہے۔

کسی کا روز کو خریدنے کے بعد آپ اس میں کوئی اچھا پیغام لکھنے کے لیے مجبور ہو جاتے ہیں جو دوسرے فرد کے ول کو بھی چھو جائے، اس کے مقابلے میں اپنے اپنے، بُوہر، انسٹاگرام، فیس بک یا یوٹیوب پر بیانات میں بہت مختصر جملے استعمال ہوتے ہیں۔ کافی اور قلم کا احتراج بصری اور دماغی انفال کو مختلف انداز میں متحرک کر دیتا ہے۔ ہاتھ سے تحریر کے لیے تمام حسون سے مدد لینا پڑتی ہے اور ملکی ماسک کی عادت کوہن سے کالانا پڑتا ہے۔

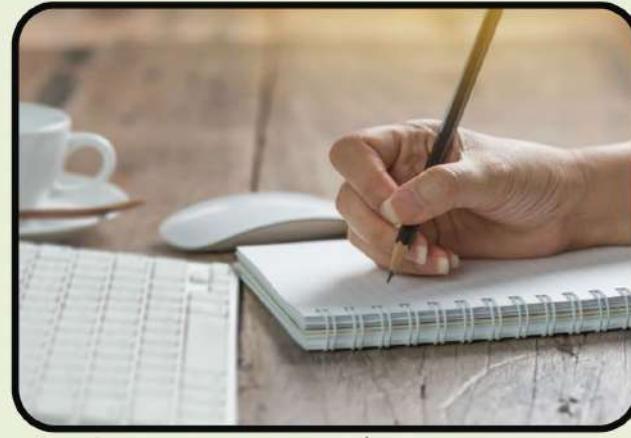
آپ ڈائری لکھنے کو بھی اپنا مشغلہ بناتے ہیں جس سے عام طور پر ذہن میں آنے والے مختلف خیالات کو درج کر لینا ہوتا ہے۔ زندگی کے مختلف تجربات اپنی مختلف احساسات سے گزارتے ہیں، کئی بار ذہن مختلف قسم کے خیالات میں اچھا جاتا ہے لیکن ان خیالات اور احساسات کو بعد میں یاد رکھنا مشکل ہو سکتا ہے۔ اس لیے ڈائری میں انہیں درج کر لینے سے وہ آپ کے پاس رہ جائیں۔ اگر آپ مستقل ڈائری میں لکھتے رہیں تو آپ کو ان مسائل کو پہچاننے میں بھی مدد ملتی ہے جو غیر ضروری طور پر آپ کو روزمرہ کی بیانات پر پریشان کرتے ہیں۔ کافی لکھنے لفظ کہنے کو ساکت و جامد ہوتے ہیں، لیکن ان میں دنیا جہاں کے رنگ، ذات، لمس، خوشبوئیں اور جذبے پائے جاتے ہیں، یہ سوچوں اور مزاج کا آئینہ بن کر الجانے لوگوں کو ایک دوسرے سے یوں مسلک کر دیتے ہیں جیسے وہ زمانوں سے ایک دوسرے کو جانتے ہو۔

میں نے اس تحریر میں آپ کوئی ایسی پیش دی ہیں جن کا اطلاق آپ کو اس بلگ میں نظر نہیں آئے گا، جیسے آپ کا بلگ طویل نہ ہو، الفاظ سادہ اور آسان ہوں وغیرہ، تو آپ یہ بات نوٹ کر لیں کہ اس بلگ کا مقصد چونکہ اپنے قارئین کا ایک خاص بیوقام پہچانا تھا، اس لئے آپ کو اس تحریر میں بعض اصولوں کی خلاف ورزی نظر آئے گی، لیکن یہ خلاف ورزی تحریر کے بغایدی اصولوں کے خلاف نہیں بلکہ اس کا ایک اصلاحی پہلو بھی ہے۔

برقرار ہے گی۔ اساتذہ کرام اور ماہرین کہتے ہیں کہ تحریر کی مقصودیت و حسون پر مشتمل ہے؛ اول یہ کہ قاری کو کچھ حاصل کر رہا ہے یا نہیں؟ دو میں کہ قاری کسی تجھے پر پہنچ رہا ہے یا نہیں؟ تو آپ اس باقاعدگی کہتے ہیں کہ کچھ بھی لکھنے سے پہلے اس بہترین معلومات فراہم کیجیہ تاکہ قاری تحریر سے کچھ حاصل کرے اور معلومات کو منتظم انداز میں پیش کریں۔ ایک اور اہم نکتہ یہ ہے کہ معلومات، اقسام اور جملوں میں ڈھانل کر اسی تحریر تجھیق کریں۔ اسی طرح صدقة و مستمد معلومات کو معیاری جملوں اور درست الفاظ میں بیان کریں۔ آج کل لوگوں کے پاس پڑھنے کیلئے بالکل وقت نہیں ہے۔ اس لئے اگر وہ آپ کی تحریر کی طرف سے جان چھڑانا چاہتے ہیں تو بلگ لکھا کریں، مگر

خیالات اور ماہر اور اسے سننے کے منظر بیٹھے ہیں۔ لیکن زار اٹھیرے۔ ماہرین نے آپ کے لئے کچھ نکات ڈھونڈنے کا لیے ہیں کہ کیا اور کیسے لکھتا ہے۔ اساتذہ لوگ کہتے ہیں کہ کچھ بھی لکھنے سے پہلے اس بہترین معلومات فراہم کیجیہ تاکہ قاری تحریر سے کچھ دیکھ سکے اسی مقدار یہ جس سے دماغ یعنی سے کام کرتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ تحریر خیالات، احساسات اور عقائد دریافت کرنے کا خوب طریقہ ہے۔ مثال کے طور پر، آپ ایک سانس فلشن ناول لکھ سکتے ہیں جو جس موسیاتی تبدیلی کے بارے میں آپ کے خدشات کی فہمندگی کرتا ہے یا پچھل کی کہانی جو دوستی کے بارے میں آپ کے عقائد کو بیان کرتا ہے۔ تحریر لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتی ہے کہ وہ اپنے الفاظ، استعاروں اور تصاویر کا اختبا اس انداز میں کریں کہ وہ واقعی کچھ بتانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایک اور انداز تحریر ہے جس کو موسیاتی تبدیلی کے بارے میں آپ کے عقائد کو بیان کرتا ہے۔

Creative writing تحریریں اسی زمرے میں آتی ہیں۔ تجھیقی تحریر کسی شخص کے خیال کے ساتھ ساتھ ایک طرح سے اس کی یادداشت کو بھی امتحان میں آتی ہے جس سے دماغ یعنی سے کام کرتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ تحریر خیالات، احساسات اور عقائد دریافت کرنے کا خوب طریقہ ہے۔ مثال کے طور پر، آپ ایک سانس فلشن ناول لکھ سکتے ہیں جو جس موسیاتی تبدیلی کے بارے میں آپ کے خدشات کی فہمندگی کرتا ہے یا پچھل کی کہانی جو دوستی کے بارے میں آپ کے عقائد کو بیان کرتا ہے۔ تحریر لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتی ہے کہ وہ اپنے الفاظ، استعاروں اور تصاویر کا اختبا اس انداز میں کریں کہ وہ واقعی کچھ بتانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایک اور انداز تحریر ہے جس کو Writing for self-awareness کہتے ہیں۔ ماہرین کے نزدیک اچھی یعنی صحبت کے لئے خود آگاہی ایک اہم جز ہے اور لکھنا شروع کرنے کے لئے ایک بہترین وجہ ہے۔ اگر آپ روزانہ پندرہ منٹ ایسا کر لیں تو آپ کی دماغی صحبت میں بہری آئکتی ہے۔



آپ کے ذہن میں تحریر کا مرکزی خیال بالکل آئی گئے ہیں تو ان کے راستے میں مشکل الفاظ کے واضح ہونا چاہیے۔ اگر آپ خود کی تفہیون کا مشکل روؤے نہ لکھیں، طویل پیچیدہ جملوں کی سلسلے کا مطابق ہوئی تھی، قلم کاروں کو معاشرے میں بلند مقام حاصل کھانا اور لوگ انہیں مشعل راہ کے طور پر دیکھتے تھے۔

سوش میڈیا کا اس دور اور یونیلوگی کے انقلاب کے بعد آن لائن بلاگز نے توہر مشکل ہی حل کرو دی۔ آپ کے لئے اپنے خیالات بڑی آئیں میں تک پہنچانے کا آسان ذریعہ پر تکمیل گیا ہے۔ آپ اپنا ذاتی بلگ بناتے ہیں، آن لائن پلیٹ فارمز پر چھوپا کریں ہیں۔ اب تو اپنے پلیٹ فارمز موجود ہیں کہ آپ لکھ کر اس کی آڈیو ریکارڈ کریں اور اپ لوڈ کر دیں، بڑی بڑی کپنیاں میڈیا میں آچھی ہیں جو آپ کی اپنی آواز میں آپ کی تحریر کی آذیز پوڈ کا سٹ کی صورت میں اپ لوڈ کر کے آپنے دیتی ہیں، صرف اس کے لئے شرط یہ ہے کہ آپ کی تحریر تجھیقی اور کچھ مخفی ہو۔

چونکی کے ماہرین کا خیال ہے کہ چند منٹ کی دلچسپ آڈیو سننا ہزاروں الفاظ پر مشتمل خیال تحریر پڑھنے سے آسان اور لہیکن ہے، اس لئے آپ کی تحریر میں جان ہے توہرaroں لوگ آپ کے

ہے، جبکہ شکرگزاری آپ کی خوشیوں کو بڑھادیتی ہے، یہ چنی اور اضطراب کی کیفیت کو دور کرتی ہے۔ دکھنے کے زندگی کا حصہ ہیں۔ دکھنے صبر کرنا اور سکھ میں اللہ کا شکر ادا کرنا مومن ہونے کی نشانی ہے۔ اللہ نے چنی نعمتیں ہمیں عطا کی ہیں ہم سارا دن بھی ان کا شکر کر کے اس پاک ذات کا شکر ادا کرتے رہیں تو بھی کم ہے۔

شکرگزاری انسان میں بہت سی خصوصیات پیدا کرتی ہے۔ شکرگزاری کا چندہ انسان کو عاجز ہاتا ہے، اپنے مالک کی پیچان کرواتا ہے اور اس کا احسان مندر بہنے کا چندہ پیدا کرتا ہے۔ شکرگزاری کا چندہ حاصل شدہ نعمتوں کو شکر کرنے اور ان سے بھرپور تکمیل اٹھانے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ آنے والے وقت کوئی امید اور یقین کے دیے سے روشن کرتا ہے۔

شکرگزاری کا ایک طریقہ بھی ہے کہ اپنی دستیاب نعمتوں میں سے ضرورت مندوں اور محتاجوں کو حصہ دار بنایا جائے۔ جو نعمتیں آپ کو خوبصورت رشتہوں کی شکل میں میرے ہیں ان کا شکر کریں۔ جو نعمتیں آپ کو علم اور آگاہی کی شکل میں دستیاب ہیں ان پر شکرگزار ہوں۔ جو نعمتیں آپ کو محنت و تندیر کی شکل میں دستیاب ہیں اس پر اپنے رب کے شکرگزار بنیں۔ جو نعمتیں آپ کو اچھے دعویوں کی شکل میں میرے ہیں ان پر احسان مند ہوں۔ وہ خواہیں اور مرادیں جو اللہ نے آپ کی لذت سال پوری کی ہیں اس پر اس رب العالمین کے آگے سر بخود ہوں اور آنے والے نئے سال کیلئے پرمیڈ ہوں۔

گزرے ہوئے سال میں وہ تمام نعمتیں جو آپ نے حاصل کیں ان کا شکر کیجئے اور اپنے اللہ کے شکرگزار ہوں۔ کل نعمتوں کی نکثرت اسی صورت میں ہوگی جب آپ پہلے حاصل شدہ نعمتوں کا شکر ادا کریں گے۔ نئے سال میں نئی کامیابیاں ہیں، ان تک کامیابی نئے مقاصد اور نئی بلندیاں ہیں، اسے پہنچنے کا راز یہ ہے کہ شکرگزاری کو پورے دل و جان کے ساتھ اپنی خصیت یا ذات کا حصہ بنایا جائے۔ یہ جنپہ آپ کے لیے آنے والی بے انجما کامیابیوں اور کامرانیوں کے دروازے کھول دے گا۔

دعا ہے کہ نیا آئے والا سال ہم سب کیلئے سکون، اطمینان، محنت و تندیر اور داعی خوشیوں کا باعث ہو۔ اللہ ہم سب کو خوشیاں اور آسانیاں پائیں والی بیانے اور ہم سب سے راضی ہو۔ (آمین)



نیا سال اور شکرگزاری

دعا ہے نیا سال ہم سب کیلئے سکون، اطمینان، محنت و تندیر اسی اور داعی خوشیوں کا باعث ہو

پھر بھی اپنی زندگی کو اس قابل نہیں بنایا جائے جس زندگی سے وہ سکون اور اطمینان حاصل کر سکے۔ ساری نعمتوں کی تعمیر اور تکمیل کے مخصوصے کو کارا آمد ہے اسے کیا کرنا ہو گا؟ یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ نئے سال کو کس طرح منافع بخیں، یادگار اور بخی جاتی ہے۔

اچھا برا وقت ہر انسان کی زندگی میں آتا ہے۔ کبھی حالات اسے زندگی میں اس دورا ہے پر لے آتے ہیں جہاں زندگی کے سارے راستے بند نظر آتے ہیں۔ لیکن یاد رکھیے پانی کو بھی بینے اور اپنا راستہ بنائے کیلئے پتھروں سے گمراہا پڑتا ہے۔ اللہ بھی بھی دوسرا راستہ کھولے بغیر پہلا راستہ بند نہیں کرتا۔ اس لیے انسان کی زندگی میں بہت سارے موزا یہے آتے ہیں جہاں اسے صبر، بہت، توکل اور استقامت کے ساتھ ساتھ شکرگزاری کو بھی اپنا پڑتا ہے۔

خواہشات میں لگا رہے اور ناشکر اینا ہے۔ چونکہ نیا سال ہمارے لیے مستقبل کی نیک شکر در حاصل اللہ کو یاد کرنے کا ایک طریقہ ہے اور خواہشات اور خوش آئندامیوں کے ساتھ ہماری زندگی میں قدم رکھ رہا ہے۔ اس لیے نئے سال کو خوش آمدید کہنے کا ایک بہترین طریقہ شکرگزاری اور ہم چاہتے ہیں کہ اللہ بھی ہم پر مہربانی فرمائے تو ہمیں شکرگزار بننا پڑے گا۔

شکرگزار موم عافیت سے قریب تر ہے (حضرت ابو بکر صدیق)۔ شکر اور ناشکری ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔ شکر اس دل میں کبھی نہیں ہو سکتا جس دل میں ناشکری اس ناقابل زندگی کو قابل بنانے میں لگا رہتا ہے اور ناشکرا انسان ہمیشہ ناخوش اور غیر مطمئن رہتا ہے اس نعمت پر اس کا احسان مند ہو۔





دہاں موجود کاروباری طبقے بھی ایسے ہی موسم کے اختلال میں ہوتے ہیں کہ کوئی بیہاں وارد ہو تو ہم اپنا پورے سال کا خرچ پورا کر لیں۔ گاڑیوں کے اس طرح پھنسنے میں ایک طرف تو ٹرینک کو صحیح طریقے سے مغلظہ ٹکھموں کی جانب سے کنٹروں کرنے کی صلاحیت کا نقصان ہے اور اس کی دوسری بروی اور انہم وجہ سیاوحون کا خود پھی گاڑیوں کو اپنی قطار میں نہ رکھتا ہے۔ ہر کوئی درجے سے آگے بڑھنے کے مکر میں ہوتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ وہ بڑا تیر مار رہا ہے۔ لیکن جہاں سڑک پر صرف ایک گاڑی کے آنے اور دوسری کے جانے کی جگہ ہو گیا وہ ریلیاں ہوتی ہے تو جب کوئی بھی اپنی گاڑی کو دکھنی پائیں کہ دہاں تیسری لائن ہاتنے میں ہیروئنکی کوشش کرتا ہے اسی وقت ٹرینک جام ہو جاتا ہے، کیونکہ سامنے والی گاڑی گزرنے کا راستہ تو کوئی نہ کوئی بلاک کر چکا ہوتا ہے اور پھر اس کے بعد ہر کوئی دوسرے کو موردا لازم ہمارا کر خود بری الذمہ ہونے کو کوشش میں لگ جاتا ہے۔ لیکن اس رش میں جہاں ہزاروں

ہیں اور کوئی تو یہ تہبیہ کرتے ہیں کہ آج تو یہاں آگے پر ڈوٹ کر کے ہمارا ملک کیسی زرمبا دکھلتا ہے۔

اس بات میں تو کوئی تھک نہیں مگر سوال یہ ہے کہ ایسا کر کے گا کون؟ کیا صرف ہر حکمران کی طرف سے ہماری ہر حکومت ہی اپنی پالیسی اور بیانات کی حد تک اس بات کا اعادہ کرتی رہتی ہے کہ ہم یہاں کچھ اور ہر کوئی غم زدہ ہے۔

اس میں تو کوئی دو رائے نہیں کہ ہمارے ملک پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خوبصورت مناظر سے نوازا ہے اور اس میں بہت سارے خطے جنت نظیر ہیں، جن کی دیکھنے کی خواہش ہر کوئی رکھتا ہے اور ہمارے سیاحتی علاقوں میں سیاحوں کیلئے کوئی خاطر خواہ سولت دستیاب نہ ہونے کے باوجود بھی ایک قابل ذکر تعداد گریبوں اور سردوں میں ان علاقوں کا رخ کرتی ہے۔ زیادہ تر لوگ اپنے پھوٹ کی چھپوں میں اپنی پوری فیلی کے ساتھ اپنے آبائی علاقوں سے ان سیاحتی مرکزوں میں جا کر اپنی چونی تھکن اتارتے ہیں اور چند دنوں کیلئے اپنی پریشانیوں اور روزمرہ مشکلات کو کھوں جاتے ہیں۔

مگر اس بات میں بھی کوئی تھک نہیں کہ جو لوگ ان علاقوں میں بالخصوص اپنی فیملیز کے ساتھ جاتے ہیں وہ مطلوب سہولیات کی شدید کمی کا رونما روتے ہیں۔ اس طرح مری اور گلیات کا رخ کرتے ہیں۔ اس طرح

حوالے سے موجودہ حکومت اور بالخصوص اس کے ہے بلکہ مختلف سیاحتی مقامات پر اس قسم کے درجہ اس سر برہاں عمران خان تو اس بات سے بخوبی واقف واقعات سے ہماری تاریخ بھری ہے۔ ہمارے ملکہ سیاحت کو بخوبی علم ہے کہ برف باری ہیں اور اپنی تقریروں اور بیانات میں کمی یا باریہ بات کے موسم میں ہمارے ملک کے سیاح پاگلوں کی ترین ملک ہے اور یہاں کمی سیاحتی مقام ہیں جن کو طرح مری اور گلیات کا رخ کرتے ہیں۔ اس طرح

مری میں پھنسی گاڑیوں میں ہونے والی اموات: کاربن مونو آس کے سائیڈز ہر کیا ہے؟

میں پھیل جانا اور گاڑی کے اندر کی فٹا کا زہارا لو تو۔ شدید برفاری میں پھنس جائیں تو کیا کریں؟ پوری دنیا میں برف پڑنے سے پہلے تجھیے جاری کی جاتی ہے کہ اس علاقے میں موسم بھی بھی خراب ہو سکتا ہے اس لیے گھر میں رہیں لیکن مری میں امرت جاری کرنے میں بہت دریکرداری۔ اس بارے میں ماہر ماحولیات توافق پاشا میرزا نے بی بی کی سحر بلوچ کو بتایا کہ برفاری کی صورت میں انتظامی کوب سے پہلے مری جانے والی سڑکیں بند کرنی چاہیے تھیں۔

مری میں شدید برفاری وہ اسے چند احتیاطی تدابیر بتاتے ہیں جن پر عمل کر کے برفاری میں پھنسنے سے بچا رہیں چلتا اور ان منوت کی آغوش میں چلا جاتا ہے۔ اور ان منوت کی آغوش میں چلا جاتا ہے۔

لنسناں سے فکر کیں: جو لوگ گاڑیوں میں اپنے بچوں یا گھروالوں کے ساتھ بند ہیں وہ مدد انتکا اپنی گاڑی کا پہنچوں یا ذہریل بچانے کے لیے اسے بند کر دیں۔

گاڑی کو کسی کی مدد سے سڑک کے کنارے پر پار کریں نہ کہ قراستے میں، ناٹ پر لوہے کی زنجیر گاڑیں اور ہو سکتے تو گاڑی کو گرم رکھنے کے لئے یہ سڑک چلاں۔

لوگ بھری گاڑی میں بھی یہ سڑک چلا دیتے ہیں جس سے گاڑی میں گھسنے کے چانسز بڑھ جاتے ہیں اور سانس لیتی میں دشواری ہوتی ہے۔ اگر آپ ایک گاڑی میں دو سے تین لوگ ہیں تو یہی انسانی جان کی گرمی سے گاڑی اندر سے گرم ہی رہے گی۔

کسی بھی صورت اپنی گاڑی کو چھوڑ کر پہلے نہ لٹکیں کیونکہ آپ جہاں گھرے ہیں اس سے آگے مومن کی کیا صورت حال ہے اس کا اندازہ آپ نہیں لگا سکتے۔ سڑک پر تھا پھنسنے سے گاڑی کے اندر بیٹھنا قدر ہے۔ اگر لوگوں نے صرف ذرا سی کھلی کھلی رکھتے

محسوں ہو سکتے ہیں لیکن زیادہ مقدار انسانی جسم میں ہو جانا فطری ہو جاتا ہے۔ سوچل میڈیا پر دل جانے سے قے، اعصاب کے توازن کا گزنا، اندرونی کمپیشن انجنوں سے پلے والی مصنوعات اور آلات چیزیں پورٹبل جیزیز، کاربیں، لان کی گھاس کاٹنے والی میٹنیں اور پاپرو اسٹر و غیرہ بھی علاقتے میں برف میں پھنسی چار گاڑیوں میں ہوئیں۔ گلیات ڈبلپنٹ اخباری کے ترجمان میں کاربن مونو آس کے سائیڈز کے علاقوں میں برف میں ہوئیں اسے پورٹبل اسٹر اسٹر ایک روز میں تین فٹ برفاری ہوئی بجکہ دوسرے ستمیں کے نظام میں لیک کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں پاپھر اگر کسی وجہ سے اخراج کا نظام بند ہو جائے تو یہ دوسرے سے پہلے چار روز تک ہونے والے گاڑی کے اندر آنے لگتے ہیں۔

اس سے بچنے کے لیے کیا کریں؟ اسی لیے عام طور پر منع کیا جاتا ہے کہ گاڑیوں کا ایک کنڈی بھر چلا کر اور تمام دروازے بند کر کے نہ سوئیں کیونکہ قیچی کی صورت میں یہ عمل مہلک ہو سکتا ہے۔

لیکن ایک بات قابل ذکر ہے کہ مودر گاڑیوں میں دم گھٹنے یا کاربن مونو آس کے سائیڈز کی او (میں سانس لینے سے دنیا بھر میں اموات واقع ہوتی رہتی ہیں) بجکہ لیوگوں کو ہمتاں میں داخل کیا جاتا ہے۔ اسی لیے گھروں اور گاڑیوں میں اس سے متعلق احتیاط برختنے کی تغیریں دی جاتی ہے۔

کاربن مونو آس کے سائیڈز کیا ہے؟ کاربن مونو آس کے سائیڈز ایک بے رنگ، بے ذائقہ، بغیر بوداں گیس ہے۔ اس میں سانس لینا مہلک یا طویل مدتی صحت کے مسائل کا سبب ہو سکتا ہے۔ کاربن مونو آس کے سائیڈز زہر کی علامات دمگیر پاریوں سے ملتی جاتی ہو سکتی ہیں، جیسے فوڈ پاؤ اینٹنگ یا بغیر بخار والا گلوف۔ امریکی ادارے کنیز پر ڈکٹ سکفی کیشن کا کہنا ہے کہ کاربن مونو آس کے سائیڈز کی بھلی مقفار سے سر میں درد، تھکان، سانس لینے میں کی، متلی، چکر

بالعموم نوجوان لڑکوں کی طرف اخلاقی قدروں کو پامال کرنے کی کئی شکایات سامنے آگئی ہیں۔ اس لیے ہمارے پارک اور پینک پاؤ نش صفائی کے معاملے میں ایسے مناظر پیش کرتے ہیں کہ گلتا ہے وہ سیاحتی مقامات نہیں بلکہ شہر بھر کا کوڑا اسٹور کرنے کی جگہ واقعات سے بچنے کیلئے سرکاری اداروں کی طرف ہمارے ملک کے اکثر سیاحتی مقامات پر ایک میں صاف نو تکلیس اور واش رو مزدہ ہوتا ایک الگ خواتین کو بالخصوص اور فیلمیز کے ساتھ خواتین کو دہاں سیاحوں کی تعداد میں اضافہ مکن ہے اور

کوئی معیاری پیچنیں ملتی۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہاں پر کھوئی اور اروں کا یا تو سرے سے کوئی کثیروں ہی نہیں ہے اور یا پھر وہ ادارے وہاں سے اپنی جیب گرم کر کے تمام سیاحوں کو ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتے ہیں۔ سیاحتی مقامات پر مناسب تعداد سیاحوں کو وہاں کے تاجریوں کی لوت مار سے بچایا جائے اور پھر کھانے پینے کے حوالے سے وہاں کا معیار بہت خراب ہوتا ہے اور کیش پیسے خرچ کر کے

تحقیقی۔ 80 روپے کی دال اور پچاس روپے پکوڑے والی پلیٹ کی قیمت پانچ سو روپے تک پہنچنے ہوئی تھی۔ ہم پانچ افراد ایک چھپراہوٹ میں کھانے کیلئے رکے، جہاں ہمیں صرف دال روٹی اور تجوہ نصیب ہوا۔ لیکن جب اس کے مل کی ادائیگی کا وقت آیا تو ہمارے طوٹے از گئے۔ 10 روپیاءں، 2 پلیٹ دال اور 5 عدود تجوہ کابل ہمیں لگ چک پانچ ہزار کلام۔ یہاں آپ کسی سے کوئی محارث نہیں کر سکتے، یہاں آپ کسی سے بحث نہیں کر سکتے۔ یہاں آپ پر دیکی ہیں اور تیرے درجے کے شہری کہلاتے ہیں، اس لیے وہاں آپ کے جان وال مال کی کوئی قدر نہیں۔ کیوں کہ وہاں کوئی انتظامیہ نہیں۔ وہاں آپ کی سنن والا کوئی نہیں۔ اس لیے خاموشی سے بل ادا کرنے میں ہی سیاست جائیے۔ اس کے بعد پھر کبھی مری کا رخ کرنے کی بھت نہیں ہوئی۔

غمran غان ہر تقریر میں سوتھر لینڈ کا ذکر کرتا ہے۔ ہمیں بھولتے، جس میں وہ سیاحت اور وہاں کے لوگوں کی اعلیٰ ظرفی کی باتیں کرتے ہیں تھتے۔ ساتھ ہی خان صاحب بھی اسی وزن پر گامزن ہیں کہ سیاحت کو فروغ دے کر ہم خوش حال ہو سکتے ہیں۔ لیکن سیاحت کو فروغ دینے سے پہلے انتظامیہ کو باشمور کرنا اور ان کی کارکردگی کو بہتر کرنا اچھائی ضروری ہے۔ اس کے بغیر سیاحت تو دور کی بات سیاست بھی فروغ حاصل نہیں کر سکتی۔

مری ایک سیاحتی مقام ہے گر کھوٹ اس مزید گنجائش نہیں۔ یہ بے خبری نہیں بلکہ انتظامی

پولیس الہکار تک نظر نہیں آیا۔ ہر شخص اپنی مدد آپ کے تحت ٹریک کشتوں کرنے میں مصروف تھا۔ کسی قسم کی کوئی انتظامیہ نہیں تھی۔ کوئی سائن یورڈ نظر نہیں آیا جس کی مدد سے راستہ تلاش کرنے میں آسانی ہو۔ بس ہر طرف بے ہنگامہ ٹریک ہی ٹریک تھا۔ مظفر آباد پہنچنے تھے کہ اچاک طوفانی پارش نے ہمارا استقبال کیا۔ رات مظفر آباد میں گزار کر جب واپسی کا ارادہ کیا تو پھر اسی مری چوک سے گزرنما ہوا اور وہاں کی صورت حال دیکھ کر ہی دل دل گیا کہ گاڑیوں کی لمبی قطاریں لگی ہوئی ہیں۔ وہی بے ہنگامہ ٹریک ہمارے سامنے تھا۔ یہی مشکل سے وہاں سے نکلے اور تقریباً بارہ گھنٹے میں اسلام آباد پہنچے۔



اس سلسلے میں کوئی آگاہی فراہم کی؟ یقیناً ایسا کچھ خوف کے سامنے میں وقت گزار کر واپس آ جائیں گے اور دوسروں کو وہاں جانے سے منع کریں گے۔ اس حوالے سے ایسے انتظامات پر سکیورٹی کے معاملات درست کرنے کی اشہد ضرورت ہے۔

مری ہر سال خبروں کی زیست بتاتا رہا ہے۔ ہر بار ایک ہی طرح کی خبریں ہوتی ہیں کہ سکونتوں کا نقدان ہے، انتظامیہ غائب ہوتی ہے، مقامی افراد بدعاشری کرتے نظر آتے ہیں، لیکن کوئی پوچھنے والا نہیں۔

گزشتہ روز مری میں جو حادثہ پیش آیا اس میں انتظامیہ خود کو بری الذمہ قرار نہیں دے سکتی۔ خبروں کے مطابق جس وقت مری میں سیاحوں پر قیامت نوٹ رہی تھی اس وقت وزیر اعلیٰ پنجاب عثمان بزدار پارٹی اجلاس میں مصروف تھے۔ اطلاع کے باوجود موصوف نے اتنا گوارا نہیں کیا کہ وہ فوری طور پر کوئی ایکشن لیتے اور قیمتی چانوں کو بچانے کیلئے انتظامات کرتے۔

فوجہ ہدری کی نویٹ بھی آنکھوں کے سامنے سے گزری کہ ایک لاکھ سے زائد گاڑیاں مری میں داخل ہوئیں، جو ملک کی خوشحالی کی صدائیں ہیں۔ بلکہ آپ کی نظر میں ملک خوشحالی کی جانب گامزن ہو گا۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مری میں ایک لاکھ گاڑیوں کو کچپت کرنے کی گنجائش تھی؟ کیا ٹوٹ پلازہ، جو ہر گازی کے اتنی گاڑیاں ہیں، انہوں نے انتظامیہ کو ہوشیار کیا کہ اتنی گاڑیاں خراب موم کے باوجود مری میں داخل ہو رہی ہیں؟ کیا انتظامیہ کی جانب سے صوبائی اور وفاقی حکومت کو ارث جاری کیا گیا کہ اتنے سیاح مری میں داخل ہوچکے ہیں جن کے انتظامات کیلئے ہمارے پاس کچھ بھی نہیں؟ ٹریک کشتوں والے ڈپارٹمنٹ نے



تھی کہ وہ اس سلسلے میں ارث جاری کرتا کہ آرہاتھا مگر انتظامیہ کی جانب سے کسی بھی قسم کے اقدامات نظر نہیں آئے۔ ہاں ایک چیز نظر آئی اور ناگلی ہے۔



وہ تھا پہس۔ جی ہاں جگہ جگہ بیسہ چل رہا تھا۔ اس ایک افسوساً کا بات ہے۔ ایک چھپراہوٹ کے

دوسال قبل پوری نیمی کے ساتھ مری جانے کا اتفاق ہوا۔ گھوٹتے گھماتے مری پہنچنے تھے کہ بدترین ٹریک نے ہمارا استقبال کیا۔ یہ کوئی سردموم نہیں بلکہ 14 اگست کا خوش گاردن تھا، لیکن اس کے باوجود پہنگام ٹریک دیکھ کر ہم مظفر آباد جانے کا پروگرام بنا لیا۔ حالانکہ ہم شروعات میں ہی ٹریک جام میں پہنچنے تھے لیکن پھر بھی وہاں سے نکلے میں دو سے تین گھنٹے گے، جب کہ ہماری گاڑی مری چوک تک ہی پہنچنے تھی۔ ہم نے آگے جانے کے وجہے وہیں سے دوسری طرف نکل جانے میں ہی رخ بھی کسی فائیو اسٹار ہوٹ سے کم نہیں۔ ایک

ایبیوپیس میں ڈالی جا رہی تھیں مگر ایبیوپیس کو بھی راستہ نہیں مل رہا تھا۔ تو قیر عباسی کے مطابق شام آٹھ بجے بھلی بھی غائب انہوں نے بتایا کہ انتظامیہ مجھے کی شام تک متحرک



نہیں ہوئی جو بہت بڑی غلطی تھی تاہم مجھے کی سچ سے ریسکیو کی کارروائیاں شروع ہو گئیں ہیں۔ مقامی انتظامیہ اور پولیس کے ساتھ ساتھ سفر و فوج کے جوان بھی امدادی کارروائی میں حصہ لے رہے ہیں اور شہری بازار کے قریب سے لوگوں کو فوٹی چھانی میں بھی شفت کیا جا رہا ہے۔ مقامی لوگوں کو بھی شدید مشکلات کا سامنا ہے اور راستے بند ہونے کی وجہ سے نہ صرف کھانے پینے اور ادویات کی پیدائش بند ہے بلکہ مریضوں کو بھی ہسپتا لوگوں میں نہیں لے جایا جاتا۔

کلڈ شرود پر سب سے زیادہ سیاں ہیں۔ سچی کو اسلام آباد پولیس نے بتایا کہ لگدشتہ رات میری کے کلڈ شرود پر شدید بر فباری کی وجہ سے اسے ایسی نوید اقبال پیچیں سمیت ہلاک ہوئے۔

دوسرا چانپ میری میں ریسکیو 1122 کے ترجمان کا کہتا ہے کہ کلڈ شرود پر سب سے زیادہ سیاں ہیں۔ ریسکیو 1122 کے ترجمان کا کہتا ہے کہ ریسکیو ایک ایک کاروں اور مشیری کو بر فباری کے باعث موقع پر پہنچنے میں شدید مشکلات کا سامنا ہے۔

مری پولیس کے مطابق بازیاں میں ایک گاڑی سے چارنوں جوان سیاحوں کی لاشیں ملی ہیں تاہم یہ معلوم نہیں ہوا کہ ریسکیو حکام اور پولیس ایک ہی واقعہ کا لگ اگل بتا رہے ہیں۔ ایک سیاہ نے بتایا کہ لوگ بر فباری سے محظوظ تو

انتے شدید موسم میں گاڑیوں کی نقل و حرکت بھی رک گئی اور کئی مقامات پر درخت بھی گر گئے۔

انتے شدید موسم میں گاڑیوں کی نقل و حرکت بھی رک گئی اور کئی مقامات پر درخت بھی گر گئے۔

33 33

تو قیر عباسی کے مطابق شام آٹھ بجے بھلی بھی غائب

انہوں نے بتایا کہ انتظامیہ مجھے کی شام تک متحرک

روپے منافع کمایا تماں بڑے میڈیا گروپس سے 40 فیصد منافع میں ہیں۔

تاہم مری انتظامیہ کے مطابق مری میں صرف چار ہزار گاڑیوں کی پارکنگ کی گنجائش ہے۔ جب اتنی بڑی تعداد میں گاڑیاں مری میں برف کے موسم میں آئیں تو مسئلہ ہوتا ہی تھا۔ پھر مری سے گیات اور مظفر آباد کے راستے مقاہی آبادی بھی گزرتی ہے جس کی وجہ سے میک پر ٹریک پر ٹریک بڑھانا یقین امر گیا۔ یہ سڑک کے پانچ ہزار روپے طلب کیے تھے، جو

سادہ ہوٹل میں کرے کا کرایہ بھی آٹھ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ میرے بھائیجنے مجھے بتایا تھا کہ وہ

دوستوں کے ساتھ 2020 میں ایک ٹرپ پر مری گیا اور وہاں ایک سادہ ہوٹل میں انہوں نے قیام کیا، جس کا کرایہ آٹھ ہزار روپے ایک دن کا ادا کیا۔ بدلتے میں انہیں ایک گنڈا اور بوسیدہ کابل دیا گیا، جب کہ ناشتا درکھانے کا بل الگ سے ادا کیا گیا۔ یہ سڑک کے پانچ ہزار روپے طلب کیے تھے، جو

فواڈ چوہدری نے ٹوٹر پر مری میں ایک لاکھ گاڑیوں کے داخلے کو اچھی خبر کے طور پر پیش کرتے ہوئے لکھا کہ مری میں ایک لاکھ کے قریب گاڑیاں داخل ہو چکی ہیں ہوٹلوں اور اقامت گاہوں کے کرایہ آبادی نے چلے گئے ہیں سیاحت میں یہ اضافہ عام آدمی کی خوشحالی اور آدمی میں اضافے کو ظاہر کرتا ہے اس سال سو بڑی کمپنیوں نے 1929 ارب روپے منافع کمایا تماں بڑے میڈیا گروپس سے 40 فیصد منافع میں ہیں۔

ان دوستوں نے منع کر دیا اور ساری رات اس

گندے اور بوسیدہ کابل میں گزار کر صبح پہلی فرصت میں وہاں سے نکلنے میں عافیت جانی۔

مری میں پیش آئے والا انسانی الیہ ورجنوں چانوں کے قیام کا باعث بن چکا ہے، سیاحوں کی بلاکتوں نے ملک بھر میں لوگوں کی غفرادہ کر دیا ہے۔

اب بھی ہزاروں کی تعداد میں پیچوں اور خواتین سمیت سیاح راستوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔

حکومت نے مری کو آفت زده علاقہ قرار دے کر پہنچانی آپریشن شروع کر دیا ہے۔

فوج، رینجرز سمیت تمام حکومتی ادارے اس وقت امدادی کارروائیوں میں مصروف ہیں۔

مگر یہ حادثہ ایک دم بھیں ہوا۔ گرشنٹ میٹنے کی محلہ موسیمات نے مری میں کئی روز تک جاری رہنے والے بر فرائی طوفان کی پیش گوئی کی تھی۔ سکولوں میں چھٹیوں کے باعث ملک بھر سے بڑی تعداد میں سیاحوں نے مری کا رخ کر لیا اور ہر گزرتے دن سیاحوں کی تعداد مری میں بڑھنے لگی۔

اس دوران انتظامیہ اور حکومت نے لوگوں کو مری جانے سے روکنے کے لیے کوئی اقدامات نہیں کیے بلکہ بدھ پانچ جو روکی کو تو ذریعہ اطلاعات فواڈ چوہدری نے ٹوٹر پر مری میں ایک لاکھ گاڑیوں کے

داخلے کو اچھی خبر کے طور پر پیش کرتے ہوئے لکھا کہ مری میں ایک لاکھ کے قریب گاڑیاں داخل ہو چکی ہیں ہوٹلوں اور اقامت گاہوں کے کرایہ آبادی گناہ کے پانچ گھنٹے کی نکتہ مری میں جمع کیے جائیں اور میک پر ٹریک پر شدید تیز بر فباری مدوں سے نہیں بکھر جائیں۔

چھوکی شام کو ہی انتظامیہ کو معاملہ کی گئی کا احساس ہوا اور مری جانے کے راستے بند کر دیے گئے مگر اس ایک سیاہ نے بتایا جانے کے لیے بیبل رواد

وقت تک تاخیر ہو چکی تھی کیونکہ مری میں جمع کیے جائیں تو پانچ گھنٹے میں صرف کلڈ شرود بکھر سکے۔

راستے میں گجد گاڑیاں بھنسی ہوئی تھیں اور کئی گاڑیاں داخل ہو چکی تھیں۔

آدمی کی خوشحالی اور آدمی میں اضافے کو ظاہر کرتا ہے اس سال سو بڑی کمپنیوں نے 1929 ارب



والی میں بھی راستے صاف نہ کر سکیں جس کے باعث لوگ اپنی گاڑیوں میں ہی شدید موسم میں رات گزارنے پر محبوبر ہوئے۔ اس دوران کی شدت سے بر فرائی طوفان سے بچنے کے لیے گاڑیوں میں پیٹر آن کر کے شجاعی بند کر دیتے تاہم اس سے آسیں کی پیٹر ہوئی اور متعدد ہلاکتیں ہوئیں۔

ایک سیاہ نے بتایا جانے کے لیے بیبل رواد ہوئے تو پانچ گھنٹے میں صرف کلڈ شرود بکھر سکے۔ راستے میں گجد گاڑیاں بھنسی ہوئی تھیں اور کئی گاڑیاں داخل ہو چکی تھیں۔

ایک سیاہ نے بتایا جانے کے لیے بیبل رواد ہوئے تو پانچ گھنٹے میں صرف کلڈ شرود بکھر سکے۔ راستے میں گجد گاڑیاں بھنسی ہوئی تھیں اور کئی گاڑیاں داخل ہو چکی تھیں۔

این ڈی ایم اے نے متعلقہ اداروں بیوں فوج، ریسکیو 1122، راولپنڈی کی ضلعی انتظامیہ اور حکومت پویس کے ساتھ اشتراک کیا۔

این ڈی ایم اے کے چیئرمن لفٹینٹ جنرل اختر نواز نے تیاری کشی انتظامیہ کی مدد سے تمام تخاری مقامات پیشواں ریسکیو اور اونوں کو بہادت کی گئی کہ وہ اضافی لوگوں کی رہائش کے انتظامات کریں، یہاں تک کہ مقامی لوگوں سے بھی کہا گیا کہ جہاں تک ممکن ہو پختے ہوئے سیاحوں خبرناکیں۔

جس کے بعد بہت سے مقامی ہٹلوں نے مدد کی پیشکش کی اور ایک ہوٹل نے پختے ہوئے سیاحوں کو منت کھانا فراہم کرنے کا اعلان کیا۔

مری جیسے حداثت کی وجہ خواہ کوئی بھی ہواں کی ذمے داری تو حکومت وقت پر ہی عائد ہوتی ہے۔ حالیہ واقعے پر بھی وزیر اعظم نے متعلقہ اداروں سے رپورٹ طلب کی اور اپنے ٹویٹ میں اس واقعے پر دلی دھکا بھی اٹھار کیا۔ لیکن کیا صرف ایسا کرنے سے معاملہ حل ہو جائے گا؟ بالکل نہیں!

بکھر اس سارے معاملے کی روشنی میں آنکھا ایسے اقتامات اٹھائے جائیں کہ ایسی صورتحال ہی پیپرا ہے۔ اس میں سب سے اہم رہا اس کی روشنی کو قائم رکھتا ہے اور جو پاہیزی ہیاں جائے اس پر پاچوں وچ اعلیٰ کوئی تینی بیانی جائے اس پر کہ مری یا کوئی بھی سیاحتی، تاریخی مقام وہاں مزید گازیوں یا لوگوں کو یاد جست کرنے کی پوزیشن نہیں رکھتا تو ایسا وہ اس میں ایسے اقتامات کے جائیں اور آگاہی پوگرام رکھے جائیں تاکہ جو لوگ گھروں میں بیٹھے کہاں جانے کی پلانگ کر رہے ہیں وہ رک جائیں اور اپنے ساتھ دوسروں کی جان بھی مسلک میں نہ لےں۔

آخری بات کہ حکومت کے سارے محکمے اور ہمارے موجودہ وزیر اعظم عمران خان یہ دیکھ لیں کہ ایسی صورتحال میں اور دستیاب سہولیات کی روشنی میں یہ وہ ممالک سے کتنے سیاح ہمارے یہ علاقے دیکھنے لیئے پاکستان آئیں گے اور جو آگے بھی گئے کیا وہ وہ بارہ ادھر کارخ کریں گے اور اپنے ساتھیوں کو یہاں آئے کا مشورہ دیں گے؟

عوام سے بھی درخواست ہے کہ ایسے موسم میں مری یا گلیات میں بیٹھ کر برف باری کے خسارے کو جنت دوڑخ کا منسلکہ بنائیں اور اپنے ساتھ دوسروں کی زندگی کا بھی خیال رکھیں۔ حکومتی اداروں کی ہدایات کو نہ صرف نہیں بلکہ ان پر عمل بھی کریں۔

پر کہا تھا کہ سیاحوں کی سہولت اور ٹرینک کی روافی کو منظم کرنے کے لیے تمام اہم مقامات پر اسپیڈری کی گرفتاری میں ٹرینک وارڈنگ کی ایک بڑی تعداد کو تعینات کر دیا گیا ہے۔

پلائزہ پر سیاحوں کا داخلہ کیوں نہیں روکا گیا تو انہوں نے کہا کہ جمعی شام 6 بجے کے بعد تکمیل مری کے تمام ائمہ پاؤ نس کو بند کر دیا گیا تھا لیکن اس سے ایک اور افتر افڑی پیدا ہو گئی تھی کیونکہ خیر

خیال ہے کہ 5 جنوری بده (کوئری میں 6.5 اچھے برف باری ہوئی، جس کے بعد اگلے روز 8.5 اچھے بجہے 7 جنوری) جس (کی جمع سے ہفتہ کی جمع تک 16.5 اچھے برف باری ریکارڈ کی گئی۔

حکومتی موسیمات کے ایک عہد یہ اسے تیار کر میں نے کے لیے یہ معمول کی برف باری ہے۔

تمکھم موسیمات کی جانب سے یہ الرٹ اور معلومات ویب سائٹ پاؤ نس کو بند کر دیا گیا تھا لیکن اس راست بڑی تعداد میں سرکاری حکاموں کو تھی کیونکہ نہیں دیکھنے کو نہیں ملا اور ایسی بد انتظامی بھی کمی نہیں دیکھی صورتحال بدے بدتر ہوئی گی۔

پاکستان میں سیاحت کے حوالے سے بہت سی جگہیں ہیں، مگر حقیقی لوٹ مار مری میں کی جاتی ہے شایدی دینا کسی اور سیاحتی مقام پر کی جاتی ہو۔

گزشتہ روز سیاحوں پر بینتے والی قیامت کا پرچ مری انتظامیہ کے خلاف کتنا چاہیے، ان کی ناہلی کے باعث یہ حادثہ وقوع ہوا۔ جب وہاں اتی گھنائش ہی نہیں تو پھر لاکھوں افراد کو مری میں داخل کیوں کیا گیا؟ اس سلسلے میں بیسراز کیوں آؤ یہ ان نہیں کیے گئے؟ کیوں وفاقد اور صوابی حکومت کو مطلع نہیں کیا گیا؟ کیوں نوں پلائزہ پر ہی گاڑیوں کو روکا نہیں کیا گیا؟ جس طرح وزیر اداخلہ شریعت نے حادثے کے بعد نوں پلائزہ بند کر کے مری جانے پر پہنچی عائد ہے۔ پہنچنے والے سے بہت سی ایڈوی ایڈوی کو اس بات کا علم نہیں کہ یہاں اسٹریٹ افراد کی بھی نس کے مطابق ہوئی اور خوارک ہے۔ انہیں اس بات کا بخوبی علم ہے کہ پہنچنا بیانی جاسکتا ہے، کتنی گاڑیاں اور کتنے خاندان مری آئیں تو ان کا کمیشن کرتے ہے گا۔

وزیر اعظم عمران خان سیاحت کو فروغ دینے سے پہلے سہولیات کو فروغ دیں۔ ورنہ کم از کم اس طرح خوش ہونے کی ضرورت نہیں کہ ایک لاکھ گاڑیاں مری میں داخل ہوئیں۔ ان ایک لاکھ گاڑیوں کی کھیت بیانا بھی آپ کی ذمے داری ہے۔ اور گزشتہ روز روما ہونے والے واقعے میں جہاں مقامی انتظامیہ، صوبائی انتظامیہ دے دار ہے، وہیں آپ بھی بھری لذتیں ہو سکتے۔

حکومتی موسیمات نے 5 جنوری کو ارث جاری کیا تھا کہ شدید برف باری کے باعث مری، گلیات، نہیں گلی، کاغان، ناران اور دیگر علاقوں میں 6 جنوری سے 9 جنوری کی سپہر تک سرکمیں بند ہو سکتی ہیں۔ حکومتی موسیمات نے کہا تھا کہ تمام متعلقہ حکام کو خاص طور پر پیش گوئی کی مدت کے دوران 25 الٹ رہنے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔



پہنچنے والے سے بہت سی جگہیں ہیں، مگر حقیقی لوٹ مار مری میں کی جاتی ہے شایدی دینا کسی اور سیاحتی مقام پر کی جاتی ہو۔

گزشتہ روز سیاحوں پر بینتے والی قیامت کا پرچ مری انتظامیہ کے خلاف کتنا چاہیے، ان کی ناہلی کے باعث یہ حادثہ وقوع ہوا۔ جب وہاں اتی گھنائش ہی نہیں تو پھر لاکھوں افراد کو مری میں داخل کیوں کیا گیا؟ اس سلسلے میں بیسراز کیوں آؤ یہ ان نہیں کیے گئے؟ کیوں وفاقد اور صوابی حکومت کو مطلع نہیں کیا گیا؟ کیوں نوں پلائزہ پر ہی گاڑیوں کو روکا نہیں کیا گیا؟ جس طرح وزیر اداخلہ شریعت نے حادثے کے بعد نوں پلائزہ بند کر کے مری جانے پر پہنچی عائد ہے۔ پہنچنے والے سے بہت سی ایڈوی ایڈوی کو اس بات کا علم نہیں کیا گیا۔ کیا وہاں کی انتظامیہ کو اس بات کا علم نہیں کہ یہاں اسٹریٹ افراد کی بھی نس کے مطابق ہوئی اور خوارک ہے۔ انہیں اس بات کا بخوبی علم ہے کہ پہنچنا بیانی جاسکتا ہے، کتنی گاڑیاں اور کتنے خاندان مری آئیں تو ان کا کمیشن کرتے ہے گا۔



لیے ڈپی کمشن نے زمینی حقوق کا جائزہ لیتے کے مری میں ہونے والی تباہی کا اندازہ نہ لگا سکی ہو۔

جب مری میں پختے ہوئے لوگوں کے محفوظ اخلا

تکمیل اور پیش گوئی کی کوششیں جاری تھیں تو

ایکٹرائیک اور سوچل میڈیا کے ذریعے زیادہ سے زیادہ کوئی تجھ دی جائے، تاکہ پوری دنیا تک پاکستان کی خوبصورتی، بیہاں کی شفافت اور بیہاں کا سوچت اپنچ پہنچ۔

4- ایک بہت ہی ضروری گرامیجی تک نظر انداز قدم اس ضمن میں ہوٹلوں کی صفائی اور نیادی ہمکاریات کی فراہی ہے۔ ہمارے سیاحتی مقامات پر ایسے ہوٹل بہت ہیں جہاں پر صفائی کا کام بودت نہیں ہوتا، جس کی وجہ سے سیاحوں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

5- سیاحتی مقامات تک جانے والی سڑکوں اور پلوں کی تعمیر پر توجہ دی جائے کہ اس سے وقت اور پیسہ دونوں کی بچت ہوتی ہے۔

6- انجینئرنگی فعال پر اس چینگٹھ اخترائی کا قیام عمل میں لا یا جائے، جو اس امر کو قیمتی بنائے کہ کوئی بھی ہوٹل، جپے والے یا اسی طرح کی سیاحتی ہمکاریات میڈیا کرنے والے سیاحوں سے چیزوں یا خدمات کی منہماگی قدر حصول نہ کریں۔

ان تمام اقدامات کو صحیح معنوں میں لا گو کر کے پاکستان کو سیاحت کیلئے دنیا کے بہترین مقامات میں سے ایک بیان جاسکتا ہے اور اپنے بھی ذہنی پی میں بھی خاطر خواہ اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

برفباری بھتی بھی ہو کیا یہ ناممکن ہے کہ ہیوی مشینی سڑکوں پر الراست رہے، الہکار جاگتے رہیں اور برف کے ڈھیوں کو سڑکوں سے بٹاتے رہیں، اگر ایسا حقیقت میں ہوتا اور ناممکنات میں سے نہیں تھا تو قیمتی جانوں کا غیاب ہوتا، نہ سیاحوں کو پریشانی ہوتی، نہیں یخزیریں آرئی تھیں کہ برغانی علاقوں میں اموات ہوئی ہیں تو مجھے مختلف ممالک میں رہنے والے احباب کے بیانات آتا شروع ہو گئے کہ پاکستان کی صورتحال اور ان کے بہان پر سکون صورتحال میں کتنا فرق واضح ہے، وہاں برفباری بھتی بہت ہوتی ہے اور اس کا دورانیہ بھتی کئی ممالک میں بہت زیادہ ہوتا ہے مگر وہاں ترینک جام ہوتی ہے، نہ سرکیں بند ہوتی ہیں اور نہ اتنے بڑے سانحات ہوتے ہیں، وجہ ایک ہی ہے کہ وہاں کی انتظامی کو یہ معلوم ہے کہ انہوں نے اپنے شہریوں اور سیاحوں کو آسانی فراہم کرنی ہے، انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ انہیں جو بہانہ تجوہ التی ہے وہ اسی کام کی ملتی ہے کہ انہوں نے سڑکوں کو برف سے کلینیر رکھنا ہے، وہاں پڑوںگ کرنے والوں، مانٹر گر کرنے والوں اور کنٹرول روزمکو پڑتے ہوتے ہے کہ موسم ایسا ہوتا پھر کیے میخ کرتا ہے

پاکستان میں سیاحت اور سہولتوں کا فقدان

پاکستان میں سیاحت کے فروع کے نعروں کا بھی تک حقیقت میں نہیں بدلا جاسکا

پوری دنیا کے سیاحتی مقامات میں سیاحوں کے لیے یعنی ہماری، قرقرہ اور ہندوکش کا معلوم ہوتا ہے لیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان کی حکومتوں کے ساتھ ساتھ میں الاقوامی اداروں نے بھی مشکل نہیں کہ ہم نے پاکستان میں سیاحت کے جغرافیہ داؤں اور سیاحوں کیلئے دل موه لینے والا دنیا بھر میں روشناس کروانے میں ابھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ برطانیہ کی بڑی سلوکی میں بدل اجسکا خواہ، نعروں اور حقیقت میں خاص فرق ہے جو واضح ہو گیا۔

اگر آپ کسی ملک کی سیر کو تکلیف اور بہاں آپ کا استقبال کرنے کیلئے دنیا کے بلند ترین پیہاڑی سلسلے، گھنے مگر خوبصورت جنگلات، ان جنگلات سے اٹھتی ہوئی خوبیوں کیں، لفڑیب جھیلیں، جوش مارتے دیا، سرکھیرتے اپٹا، چاروں سومن، حسین وادیاں، خوش رنگ بچوں، پیہاڑوں پر چمکتا ہوا سورج اور خوش ڈاکٹی میوں سے لدے درخت موجود ہوں تو بھیجی کہ آپ پاکستان میں ہیں۔

اگر آپ پاکستان کی سیر کو تکلیف جائیں، خاص طور پر شاملی علاقہ جات میں تو آپ کو پاکستان سورہ رحمان میں موجود مناظر کی ایک شیبی نظر آتے گا۔ گوک جنت کا تو تصویر بھی انسانی دماغ نہیں کر سکتا مگر یہ پیہاڑ اور دوسرا قدرتی مناظر بھی تو رب تعالیٰ کی مسحوری کے ہی شاہکار ہیں اور رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تم اپنے پروردگاری کی کون ہی نعمتوں کو بھلاگے ان قدرتی مناظر کو دیکھ کر جہاں اللہ تعالیٰ کی بڑائی ہے۔ ان کے علاوہ خوبصورت جنگلات اور اسی کی ٹریاں کو سیاح زندگی بھر نہیں بھول پاتے، کیونکہ ان جنگلات کے راستوں میں سفر نہ ایک روانوی ہے بلکہ ہوتا ہے۔

اگر پانیوں کی پہلی تو وہ مقامات جو سیاحوں کیلئے سب سے پہلے ہوں تو پاکستان دریاں اور خوبصورت جھیلوں کیلئے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ چاہے تاراں کی جھیل سیف الملوک ہو یا کانان کی حکومت افراد کو اس بات کا ارادہ کرو یا جائے کہ اسی اسی اور سر جھیل، ہنزہ کی عطا آپا جھیل ہو یا اسکردو کی پرستان جھیل، ہر مظہر یہاں زلالا اور ہر سفر منفرد کے بغیر یہ ممکن نہیں ہے، لیکن ان کا وہوں میں مقام افرادی تحریر کو تھیں جو بیان ہے۔

2- مقاومی طور پر کاروبار کو ترقی دینے کے اقدامات کیے جائیں کیونکہ اگر مقامی لوگ خوشحال ہوں گے اور جب وہ یہ دیکھیں گے کہ ان کے کاروبار میں بہتری سیاحوں کی آمدی کی وجہ سے آرٹی ہے تو وہ حکومت کے ساتھ مل کر پیک پر ایویٹ پائٹر شپ کے تحت سیاحت کے فرع میں اہم کردار ادا کریں گے 3- پاکستان میں شفاقتی میلوں اور ان جیسی اتفاقیات کا زیادہ سے زیادہ اعتماد کیا جائے اور ان کو پڑتے ہیں چھوڑ آتے ہیں۔ یہ سب پاکستان کی خوبصورتی کا ایک اجتماعی اقشش ہے۔

گو مختلف اداروں میں مختلف حکومتوں کی طرف سے پاکستان میں سیاحت کے شعبے کو ترقی دینے کی کوشش کی گئی ہے اسی بھتی بھری کی بہت گنجائش

بیہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جنگلوٹ کے

کے ساتھ نہیں کیا، روئی والے بھی یوٹوب کے اس دہرے معیار کا دکھار ہو چکے ہیں۔ روئی حکومت کے ماتحت چلنے والے نیوز چینل آرٹی (RT) نے جرمن زبان میں اپنی شریات کا آغاز کیا تو یوٹوب نے اسے اپنے لیے خطہ مرکزداریا۔ آرٹی نے جرمن زبان میں یوٹوب پر اپنا چینل بنایا تو یوٹوب نے اسے اعتراضات لگا کر ہٹا دیا اور بطور ادارہ اقوام متحده کے آرٹیکل 19 کی خلاف ورزی کی۔ اب روئی حکومت نے یوٹوب کو چینل بحال کرنے کی آخری وارنگ چاری کرتے ہوئے دھمکی دی ہے کہ اگر چینل بحال نہ کیا گی تو قانونی کارروائی کی جائے گی۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ قانونی کارروائی کی صورت میں یوٹوب کو بھاری جرمانے کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

افسوں کی بات یہ ہے کہ پاکستانی یوٹوبرز کے ساتھ ہونے والی زیادتی پر ہر طرف ایک پراسرار خاموشی ہے۔ حال ہی میں، پاکستان میں میڈیا ڈیپلٹ اخترائی کے نام سے ایک آرڈیننس کے نفاذ کا ذکر چلا تو آزادی اظہار رائے کیلئے کام کرنے والی تیزیوں نے ایسے ایسے بین کیے کہ یہاں لکھوں تو آپ کہاں گھس بھر آئیں۔

ترقی یافتہ ممالک جو جرمن زبان میں ایک یوٹوب چینل برداشت نہیں کر سکے ان کے اخبارات نے آرٹیکل چھاپ چھاپ کر بتایا کہ اگر میڈیا ڈیپلٹ اخترائی نامی آرڈیننس آگی تو سب ختم ہو جائے گا، یوٹوب چینل کو بند ہو جائیں گے، سو شل میڈیا پر آزادی اظہار رائے کا گلہ گھوٹ دیا جائے گا۔

دوسرا جانب پاکستان میں ایک خاص طبقہ جو آزادی اظہار رائے کا مجہض ہے، ان کی جانب سے بھی امنداشت تحریکی گئی اور بتایا گیا کہ سو شل میڈیا پر پابندی لگانے سے آزادی اظہار رائے کا قفل ہو جائے گا۔ اب سوال یہ ہے کہ پاکستان کے 20 یوٹوب چینل جو بھارتی حکومت کی سازش اور یوٹوب کے دہرے معیار کی بھیث چڑھے، کیا ان کی بندش آزادی اظہار رائے پر محدود نہیں؟ اگر ایسا ہے تو پھر سب زبانیں خاموش کیوں ہیں؟ 20 پاکستانی یوٹوبرز حکومت سے اور آزادی اظہار رائے کیلئے کام کرنے والی تیزیوں سے اور آزادی اظہار رائے کے پیغمبر سے ایک ہی سوال پوچھتے ہیں:

بولتے کیوں نہیں مرے حق میں آبلے پڑ گئے زبان میں کیا



مطابق (سنٹے) ہیں اور معلومات حاصل کرتے ہیں، ان کو بند کر کے لاکھوں لوگوں کو معلومات حاصل کرنے سے محروم کر دیا گیا ہے، اس بات کے آرٹیکل 19 کی خلاف ورزی ہے۔ اب بھارت چینل سکیورٹی کی آرٹیکل آزادی اظہار رائے ملک میڈیا پر یوٹوب کی آرٹیکل آزادی سے پہنچایا جاسکتا ہے۔ اس عومنی تاثر کے برکس میرا مانا ہے کہ ہم سو شل میڈیا پر بھی برق رفتاری کے ساتھ آزادی اظہار رائے سے فضل جانتے ہیں، تھیں آزادی اظہار رائے کے ساتھ آزادی اظہار رائے کی اپنی ذاتی تعریف نہیں۔

فراتر ہم کرنے والوں کے زیر سایہ تارکتی ہیں۔ اب حال ہی میں چیز آنے والے ایک واقعہ کو دیکھ لیجئے۔ ہوا یوں کہ بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی، جو کہ آزادی اظہار رائے پر قدغن لگانے والے 37 ممالک کے سربراہ ہے، اپنے مقادرات کو ہے کہ یوٹوب جیسا بڑا ادارہ بھی اپنے مقادرات کو آزادی اظہار رائے کے ساتھ پر ترجیح دے رہا ہے۔

آرٹیکل 19 کے مطابق دنیا میں بنتے والے ہر ایک فرد کو آزادی رائے اور اظہار رائے کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں بغیر کسی مداخلت کے راستے رکھنے کی آزادی اور کسی بھی میڈیا کے ذریعے اور سرحدوں سے قطع نظر معلومات اور خیالات حاصل کرنے اور فراہم کرنے کی آزادی شامل ہے۔

اوام متحدہ میں شامل ممالک پر لالگہ ہوتا ہے کہ وہ انسانی حقوق کے عالمی اعلانیے کے آرٹیکل 19 کا احترام کریں، لیکن الیمپیک ہو رہا ہے کہ اس انہیں ہو رہا ہے۔ ملک دوسرے ملک میں آزادی اظہار رائے کی پابندیوں کو لے کر پر بیان نظر آتا ہے لیکن اپنے گریبان میں کوئی بھی بجا لکھنے کو تیار نہیں۔ دنیا بھر میں سکروں تنظیمیں آزادی اظہار رائے کے تحفظ دیکھتے کہ کیا اسے آزادی اظہار رائے کا گلہ گھونٹنا کیلئے کام کر رہی ہیں لیکن ان کے بیانے بھی دہرے معیار کا دکھار ہیں۔ چاہے ملک ہوں، ادارے ہوں، کوئی سلطنت ہو یا پھر کوئی ایک فرد، ہر کسی کو اپنے حقوق کو محفوظ رکھنے کی وجہ سے اسے احتساب کر کرے گی ایسے چینل جنہیں بھارت کے لاکھوں لوگ (بھارتی حکومت کے اعداد و شمار کے کرتے ہیں۔ یوٹوب نے ایسا صرف پاکستانیوں

مرزا یاسر رمضان

سمرشپ کے اس دور میں دنیا سو شل میڈیا کو سمجھا کے روپ میں ویجتی ہے اور عومنی تاثر بھی ہے کہ سماجی روایا بکی دیوب سائنس پر اپنی رائے کو بلا روک تو کو لوگوں تک آزادی سے پہنچایا جاسکتا ہے۔ اس عومنی تاثر کے برکس میرا مانا ہے کہ ہم سو شل میڈیا پر بھی برق رفتاری کے ساتھ آزادی اظہار رائے سے محروم ہوتے جا رہے ہیں۔

اقوم متحده کے انسانی حقوق کے عالمی اعلانیے کے آرٹیکل 19 کے مطابق دنیا میں بنتے والے ہر ایک فرد کو آزادی رائے اور اظہار رائے کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں بغیر کسی مداخلت کے راستے رکھنے کی آزادی اور کسی بھی میڈیا کے ذریعے اور سرحدوں سے قطع نظر معلومات اور خیالات حاصل کرنے اور فراہم کرنے کی آزادی شامل ہے۔

اوام متحدہ میں شامل ممالک پر لالگہ ہوتا ہے کہ وہ انسانی حقوق کے عالمی اعلانیے کے آرٹیکل 19 کا احترام کریں، لیکن الیمپیک ہو رہا ہے کہ اس انہیں ہو رہا ہے۔ ملک دوسرے ملک میں آزادی اظہار رائے کی پابندیوں کو لے کر پر بیان نظر آتا ہے لیکن اپنے گریبان میں کوئی بھی بجا لکھنے کو تیار نہیں۔ دنیا بھر میں سکروں تنظیمیں آزادی اظہار رائے کے تحفظ دیکھتے کہ کیا اسے آزادی اظہار رائے کا گلہ گھونٹنا کیلئے کام کر رہی ہیں لیکن ان کے بیانے بھی دہرے معیار کا دکھار ہیں۔ چاہے ملک ہوں، ادارے ہوں، کوئی سلطنت ہو یا پھر کوئی ایک فرد، ہر کسی

چین، روس، امریکہ، برطانیہ اور فرانس

اٹمی جنگ کی مخالفت

بیش اور نتیجہ خیز بیان تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ چین کا ہمیشہ یہ موقف رہا ہے کہ وہ کسی بھی وقت اور کسی بھی صورتحال میں جو ہری ہتھیاروں کے استعمال میں پہلی نہ کرنے والا ملک رہے گا۔ چین نے غیر مشروط طور پر ایسی ہتھیاروں کو غیر جوہری ریاستوں اور جو ہری ہتھیاروں سے پاک روز کے خلاف استعمال نہ کرنے کا واضح عہد کیا ہے۔ جو ہری ہتھیاروں کی حامل پانچ ریاستوں میں چین واحد ملک ہے جس نے مذکورہ وعدے کیے ہیں۔

چین جو ہری ہتھیاروں کی حامل پانچ ریاستوں کی جانب سے مشترک اقدامات سامنے لانے میں بھی اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ 2019ء میں، چین نے ان پانچوں ریاستوں کے بینگ اجلاس کی میزبانی کی جس سے مذکورہ ریاستوں کے درمیان تعاون کا عمل دوبارہ شروع ہوا۔ مجموعی طور پر پانچوں ممالک کا مشترکہ بیان ایک نیا نقطہ آغاز ہے اور انتہائی انتہیت کا حامل ہے۔ چین پر امید ہے کہ جو ہری ہتھیاروں کی حامل پانچ ریاستوں اس بنیاد پر مرید کوشش کریں گی تاکہ پانیدار اہم اور عالمگیر سلامتی پر مبنی دیبا کی تغیر کو فروغ دیا جاسکے۔

بیوی طاقتوں کے درمیان اختلافات اور تمام روکنے کے لیے ان ممالک کی ہمپوری سای خواہش فریقوں کی جانب سے جو ہری ہتھیاروں کو جدید کا مظہر ہے وہاں دوسری جانب دیا میں قیام اہن کو بنانے کے باوجود پانچ بڑی طاقتیں اب بھی ذمہ نقی بنانے اور انسانیت کے بہترین مقادیں کسی داراشدودی کھٹکتی ہیں۔ چین الاقوامی تعلقات میں یہ عام فہم ہے کہ کوئی بھی گورنری نے یہ کہتے ہوئے اس بیان کا خیر مقدم معاهدہ یا مشترکہ بیان بنیادی طور پر فریقین کے درمیان ایک ایسا کھجوروتہ ہوتا ہے جس کے تحت چین کی بات کی جائے تو اس نے مذکورہ ممالک کو بیش اور نتیجہ خیز بیان تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ چین کا ہمیشہ یہ موقف رہا ہے کہ وہ کسی بھی وقت اور کسی بھی صورتحال میں چین کے استعمال میں پہلی نہ کرنے والا ملک رہے گا۔

فریقین اپنے مقادیات میں تو ازان پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بیان اہمیں اپنے بنیادی مقادیات کا دفاع کرتے ہوئے دوسرے کھلاڑیوں کو پچھلے کھلاڑیوں کے مقابلے کے عین مطابق ہے، اور وہ مستقبل میں ان پانچوں ممالک کی جانب سے ہر یہ عملی اقدامات کے منتظر ہیں۔ یہ پیش رفت اقوام متحدہ کی سلامتی کو نسل کے مستقل ارکان کے جو ہری ہتھیاروں کی بات آتی ہے تو اہم کھلاڑی اور درمیان بانہی اعتماد سازی کے فروغ اور "عظیم ادا کار امریکہ، روس اور چین" ہیں جن کی ذمہ مساقی طاقت "کو میتوانے سے بدلتے ہیں" داریاں بھی زیادہ ہیں۔

چین کی بات کی جائے تو اس نے مذکورہ ممالک کو بھی مدگار ہے۔ یہ مشترکہ بیان ظاہر کرتا ہے کہ

شامہ افراز خان

ئے سال کے آغاز پر جو ہری ہتھیاروں کی حامل پانچ ریاستوں چین، روس، امریکہ، برطانیہ اور فرانس نے ایسی جنگ کی روک تھام اور اسلحہ کی دوڑ سے پنجاہ سے متعلق مشترکہ بیان جاری کیا۔ بیان میں اس بات پر زور دیا کہ جو ہری ہتھیاروں کے متعلق مشترکہ بیان جاری کیا۔ جسی چیز کی وجہ سے پانچ بڑی طاقتیں اسے پاک روز کے خلاف اور جوہری ہتھیاروں کے مقابلے سے ایک دوسرے کے خلاف اور جوہری ہتھیاروں کو جوہری ہتھیاروں کے مقابلے سے ایک دوسرے کے مقابلے سے پاک دیا کی تھی اس اصول پر ہے کہ تمام ممالک کی سلامتی پر سمجھوتہ نہ کیا جائے۔ یہ پہلا موقع ہے جب پانچ جو ہری ہتھیاروں کے مقابلے کے مقابلے سے ایک ریاستوں میں چین واحد ملک ہے جس نے مذکورہ وعدے کیے ہیں۔

بیان جاری کیا ہے، جو جو ہری ہتھیاروں کے مقابلے سے ایک تزویری ایجاد کو برقرار رکھنے اور جو ہری ہتھیار کے خطرے کو کرنے کے لیے ان ممالک کی مشترکہ خواہش کا اعلیٰ بارہ ہے۔

پانچوں جو ہری ہتھیاروں کی جانب سے جاری مشترکہ بیان میں جو ہری ہتھیار کی روک تھام سیستہ ہتھیاروں کی دوڑ سے گزیر پر بھی اتفاق کیا گیا ہے۔ پانچوں جو ہری ہتھیاروں کی جانب سے جو ہری ہتھیاروں کی کھل کر مخالفت کی گئی ہے۔ یہ





بھوک کا خاتمہ، مگر کیسے؟

بہترین پیداوار نے چینی عوام کو وافر اور صحت بخش خوراک کا اختیاب کرنے میں بھی مدد فراہم کی ہے، یوں اناج کے ساتھ ساتھ دیگر اشیائے خوراک جیسے گوشت اور پھلی، سبز یوں اور پھلوں کی کھپٹ میں گزشتہ دہائیوں میں کوئی بدلاؤ نہیں آیا ہے۔ چینی صدر شیخ جن پھنگ نے سال 2013 میں منعقدہ سالانہ مرکزی اقتصادی ورک کانفرنس میں اس کا وضاحتیں کہ دیا تھا کہ غذا کی تحفظ کی پالیسیوں کی بدولت ملک کی وسیع دینی اپادی پاٹخوص سانوں کے لیے ٹھوس ثمرات حاصل ہوئے ہیں۔ سانوں پر بوجھم کرنے اور فصلوں کی بہتر کاشت کی خاطر مختلف نوعیت کے محصولات کا خاتمہ کیا گیا، ان میں وہ زرعی پیکنی بھی شامل ہے جو تقریباً 2600 سالوں سے رائج تھا۔

ان اقدامات نے چہاں تحفظ خوراک کی خصالت دی وہاں غربت سے بخشنے کے لیے ملک کی کوششوں کو نمایاں حد تک فروغ دیا۔

ولہ کپ میں بھارت کو شکست دینے والے پاکستانی کھلاڑیوں پر اعمالات کی پارش کا فیلم چین نے ملکی سطح پر غذا کی تحفظ میں حاصل شدہ کامیابیوں کا باقی دنیا کے ساتھ بھی فعال تبدیل کیا ہے جسے وسیع بیان پر سرمایہ گیا ہے۔ تا حال چین کی جانب سے دنیا کو فصلوں کی پیداوار، موسیوں کی افزائش، آپاشی کی جدید یکنالوژی، اور زرعی مصنوعات کی پروسیگن جیسے شعبوں میں 1500 سے زائد یکنالوژی فراہم کی گئی ہیں، جن سے 1.5 ملین سے زائد کسان گھرانوں کو فائدہ پہنچا ہے۔ یوں چین اپنے سطح پر فوڈ سکورٹی کے ایک تحریک قائم کے طور پر اپنا کروار بخوبی نجماں رہا ہے اور دنیا سے بھوک کے کھل میختے کے لیے اپنے عملی اقدامات سے کوشش ہے۔

نہیں ہے، یہ ہدف حاصل کرنا کوئی چھوٹا کارنامہ نہیں ہے اس سے یہ بھی پچھے چلا ہے کہ تحفظ خوراک کو یقینی بنانے کے حوالے سے چین کے عزم میں گزشتہ دہائیوں میں کوئی بدلاؤ نہیں آیا ہے۔ چینی صدر شیخ جن پھنگ نے سال 2013 میں منعقدہ سالانہ مرکزی اقتصادی ورک کانفرنس میں اس کا وضاحتیں کہ دیا تھا کہ غذا کی تحفظ کی پالیسیوں پر تبدیلی پر زور دے رہے ہیں۔

بناتا ایک طویل المدى فریضہ رہے گا، ابتداء ملک کے لیے ضروری ہے کہ وہ زراعت پاٹخوص اناج کی پیداوار کے لیے جامع اور مضبوط لائچیں ملک پر کاربند رہے۔

اس سلسلے میں چین نے ٹھوس اقدامات کیے ہیں جو زریعی ترقی کے تمام پہلوں کا احاطہ کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر قبل کاشت اراضی کے تحفظ کے لیے، چینی حکومت نے اس بات کو یقینی بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے کہ ملک کا یقینی بازی کا کل رقبہ 1.8 ملین میو (تقریباً 120 ملین ہیکٹر) سے زیادہ رہے۔ ملک نے اناج کی پیداواری صلاحیت کو بڑھانے کے لیے بھی موخر اقدامات کی اعادہ کیا کہ ملک کو اپنی خوراک کی فراہمی کا ہر صورت میں تحفظ کرنا چاہیے، کانفرنس کے دوران 2030 تک بھوک کے خاتمے کے لیے اہمیت پہنچانے پر سالانہ 40 سے 50 ملین ڈالر کی سرمایہ کاری کی ضرورت ہے۔ ساتھ ہی ورلڈ فوڈ پر گرام متنبہ کر رہا ہے کہ اگر موسیقی کی بھجن سے نمیں کے لیے فوری اقدامات نہ کیے گے تو بھوک سے مرنے والوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو گا۔ دنیا میں تازعات اور موسیقی کی بجائی سے لوگوں کو پیٹھ بھر کر روئی نصیب ہو لیکن یہ خاتمہ ملک اور حکومت کی ترجیحات میں شامل ہے کہ اس کے عوام کو کمی غذا کی قلت کا سامنا کرنا پڑے، ہر ملک میں تماں اضافہ ہوا ہے۔ اس وقت چین کی فی کس خوراک کی فراہمی 474 کلوگرام سے زائد ہو چکی ہے جو کہ 400 کلوگرام کے میں الاقوامی معیار سے کافی زیادہ ہے۔

آپادی کے لیے فوڈ سکیورٹی کی خانست ہرگز آسان چین کی برسوں کی محنت کے بعد اناج کی مسلسل

شہزاد افراد خان

حالیہ عرصے میں اقوام متحدہ کی جانب سے متعدد مرتبہ دنیا سے بھوک کے خاتمے کے لیے پائیدار غذا کی تحفظ اور عالمی زرعی خوراک کے نظام کو بہتر بنانے پر زور دیا گیا ہے۔ اقوام متحده کے مطابق عالمی سطح پر تقریباً 811 ملین افراد بھوک کا شکار ہیں جبکہ تین ارب افراد صحبت مند خوراک کے متحمل ٹھیک ہو سکتے ہیں۔ دنیا کے مختلف خطلوں میں تازعات، نقل مکانی، معاشی گراوت، موسیقی تبدیلی کا بھجان اور اب کو ڈو۔ 19 کی دبائی صورت حال نے خوراک کے عدم تحفظ کو مزید بڑھا دیا ہے، جس سے محدود وسائل کے حامل ممالک اور کمزور طبقے سب سے زیادہ متاثر ہو رہے ہیں۔ سال 2020 میں عالمی سطح پر دبائے کا باعث بھوک میں خطرناک حد تک مزید اضافہ ہوا جسے اقوام متحده کی تازہ رپورٹ میں ایک "نازک مور" کا انتباہ قرار دیا گیا ہے۔ عالمی اداروں کا تجھیس ہے کہ 2030 تک بھوک کے خاتمے کے لیے اہمیت پہنچانے پر سالانہ 40 سے 50 ملین ڈالر کی سرمایہ کاری کی ضرورت ہے۔ ساتھ ہی ورلڈ فوڈ پر گرام متنبہ کر رہا ہے کہ اگر موسیقی کی بھجن سے نمیں کے لیے فوری اقدامات نہ کیے گے تو بھوک سے مرنے والوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو گا۔ دنیا میں تازعات اور موسیقی کی بجائی سے لوگوں کو پیٹھ بھر کر روئی نصیب ہو لیکن یہ خاتمہ اعلیٰ اقدامات کی متنبھی ہے۔ چین کی مثال یہاں اس لیے دی جاتی ہے کہ 1.4 ملین سے زائد یہ بات قابل ذکر ہے کہ دنیا کے زرعی خوراک کے

فیصلہ دیدہ دلیری سے کرتے جا رہے ہیں، جن کے بارے میں محض پچھے عرصہ پہلے تک وہاں سوچنا بھی گناہ تھا۔ اب وہاں قدامت پسندی والے اقدامات ایک ایک کے ختم کیے جا رہے ہیں۔

اس حوالے سے وہن 2030 کے تحت ملک کو جدیدیت کے ماڈل میں ڈھالا جا رہا ہے۔ انسانی ترقی کے سامان میبا کرنے کے اقدامات کے جا رہے ہیں۔ سینما ہسز محل کر دیے گئے ہیں۔ خواتین مردوں کے شانہ بشانہ ملکی ترقی میں اپنا حصہ بڑھاتی جا رہی ہیں۔ میوزک کنسٹرٹ منعقد کیے جا رہے ہیں۔ میکل کے میدانوں میں عورتوں کو جانے کی اجازت مل چکی ہے۔ عورتوں گاڑیاں دوڑاتی پھر رہی ہیں۔ ملک کو یادی خواہ سے بھی تمدیں کیا جا رہا ہے۔ جدہ میں بھی ایک جدید شہر بسایا جا رہا ہے۔ تیجا یہ نائب پر بھی میوزک کنسٹرٹ کا اہمانت کیا گیا۔ بچھے توں بھارتی اداکاروں نے بھی وہاں اپنے جلوے دکھائے اور لوگوں کو ہجوم اٹھ آیا۔

اسرائیل کے ساتھ تعلقات کو بھی غنی نظر سے دیکھا جا رہا ہے۔ عالمی مارکیٹ میں تمل کی قیتوں میں کی سے ملکی میعشت کی کمزوری کو اواب نہ صرف موجودہ وسائل سے پورا کرنے کیلئے اقدامات اخھائے جا رہے ہیں بلکہ دنیا بھر میں موجود ترقی کے بازوں کو دیکھ کر ملکی ترقی کیلئے نئے وسائل بھی تلاش کیے جا رہے ہیں۔ بہت سارے شعبہ جات میں بھکر نافذ کر دیے گئے ہیں اور اب تھوڑا ہیں بھی تکمیل فری نہیں رہی ہیں۔ عورتوں کو پیکل سیکڑز کے علاوہ پرائیوریتیکٹر میں بھی خوش آمدیدی کیا جا رہا ہے۔ الغرض اب دنیا سعودی عرب کا ایک نیا راست دیکھ کر اکثریت کی طرف سے موجودہ حکومت کے ان سارے اقدامات کے خلاف احتیاج کے بجائے ان کو خوش آمدید کیا جا رہا ہے، کیونکہ وہ بھی اب ایک ماڈرن دنیا کا حصہ بننے لیکے پرتوں چکے ہیں۔

یہ ایک الگ بحث ہے قدمی یا جدید سوعدی عرب میں سے کون بہتر ہے اور موجودہ حکومت کے کئی اقدامات بظاہر اسلامی تعلیم کے معنی نظر آتے ہیں یا ان کو اسلام میں اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ ہم اپنی بات اس فقرے پر فحش کرتے ہیں کہ جو پیاس من بھائے وہی سہا گئے۔ دوسری بات کو کوئی ملک کی کامیابی یاد دوست ہمیشہ کیلئے نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک اپنے مفادات کے تابع ہوتا ہے اور یہی تجھے ہے۔



محمد مختار ایم اے

ہم بھیپن سے تی مطالعہ پاکستان کی کتاب میں پڑھتے آئے تھے کہ ہمارے ملک پاکستان کے تمام مسلمان ممالک کے ساتھ اور بالخصوص سعودی عرب کے ساتھ دیرینہ اور برادرانہ تعلقات ہیں اور ان دونوں ممالک کے عوام ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کے رشتے میں بندھے ہیں۔

اس دور میں ہم نے بھی مسلمان ممالک میں لینے والے تمام افراد کو اپنے گھر کے افرادی طرح ہی سمجھنا شروع کر دیا تھا اور سوچتے تھے کہ وہ بھی ہمارے بارے میں ایسے ہی احساسات رکھتے ہوں گے اور ہماری انگلی میں کائنات چھیننے کی صورت میں وہ ہم سے ہزاروں میل دور پہنچ کر بھی بے چین ہو جاتے ہوں گے۔ وہ ہمارا بھیپن تھا اور بھیپن میں پچھا اپنی غیریسا سی ہوتے ہیں۔

پھر ہماری زندگی میں عمر کا وہ دور بھی آگیا جب ہمیں یہ سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی کہ برادرانہ اور دیرینہ دوسرے غیرہ بھی ایسے افاظ ہیں جن کی مدد سے صرف کتابوں کے صفات کا پیٹ بھرا جاتا ہے اور حقیقت پچھا کر چھوڑ دیتی ہے۔ پھر اتفاق سے ملک میں تخلق نظام تعلیم کا نام و نشان تک نہ تھا۔ خوشنام کوڈا نیوگ کرنے بخواہ مختلقوں میں شرکت اور بغیر محروم کے سفر کی اجازت تک نہیں۔ ملک میں سینما ہسز کا درجہ وجود نہ تھا۔ ملک میں اقدامات سے بظاہر ظریبی آتا ہے کہ وہ قدامت سمجھا جاتا تھا، البتہ وہاں کے حکمرانوں کی قدر آدم کے مالک ہیں۔ عام طور پر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کو مضبوط کرنے میں امریکا بہادر کی بھی آشیر باد نہیں حاصل ہے اور اب پہلے کی نسبت جدت پسند نظر ان دونوں شہتوں میں تبدیلی کی وقت بھی ممکن

دنیا اپنے مفادات کے تابع ہے

حالات و واقعات کے پیش نظر مالک کے باہمی تعلقات اور ترجیحات تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔

تمکل پر دے کا انتظام کر کے جانا پڑتا تھا۔ الغرض ہے اور اس بات پر ہماری بالغ زندگی کے شب و روز اس وقت کے سعودی عرب کو تمکل طور پر ایک نے مہر تصدیق شہرت کو دی۔

قدامت پسند ملک قرار دیا جا سکتا تھا۔ البتہ تبلی کی آج سے محض ایک دبائی قبل سعودی عرب کا نام ذہن میں آتے ہی اسلامی تعلیمات سے بھر پڑا اور پیداوار کی بدولت اس کی میعشت مضبوطی اور دنیا کے کوئی ممالک کا خاک اک بھر آتا تھا لوگوں بدعات سے پاک ملک کا خاک اک بھر آتا تھا لوگوں تھے۔ ملازم میں کی تھوڑا پر کوئی لیکن نہیں تھا، جس سے کرنے کی توفیق بخشنی کہ وہاں اذان ہوتے ہی مارکیٹیں بند ہو جاتی تھیں اور دکانوں میں موجود گاہوں تک کوئی کہہ کر نکال دیا جاتا تھا کہ غماز کے بعد آئیں۔ اذان کے ساتھ ہی گلیوں، محلوں اور سڑکوں پر حکم رہا بالمرور و نبی عن انگر کی ساریں ساریں بھائی کاڑیاں صلوصلی کی صدائیں بلند کرتی دوڑتی پھر تھیں اور نماز کی طرف نہ جانے والوں اور علی طور پر ساری ذمے داری ان کے ولی عبد محمد بن سلمان کے کندھوں پر ہے۔

محمد بن سلمان (ایم بی ایس) (ایک جوان خون بیس۔ انہوں نے ولی عہد کی ذمے داریاں سنبلجاتے ہیں ملک کی اندر وطنی اور بیرونی پالیسیوں کا رخ بدلتے کا آغاز کر دیا تھا اور ان کے موجودہ اقدامات سے بظاہر ظریبی آتا ہے کہ وہ قدامت سمجھا جاتا تھا، البتہ وہاں کے حکمرانوں کی قدر آدم پسند سوعدی عرب کے مقابلے میں ایک مختلف ذہن تھا۔

ملات تو بہت سارے خیالی مخالف آن فاتا روپ چکر ہو گئے اور ہم کھلے دل اور حقیقت کی آنکھ سے دنیا کو دیکھنے کے قابل ہو گئے۔ سوباؤں کی ایک بات جو ہم نے پلے باندھ لی وہ یہ کہ ساری دنیا اپنے مفادات کے تابع ہے، نہ کسی کا کوئی مستقل دوست ہے اور نہ بھائی۔ بلکہ حالات و واقعات کے پیش نظر ان دونوں شہتوں میں تبدیلی کی وقت بھی ممکن